یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخکو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر

جلد ۸

سنہ ۱۹۱۳

بابت ماہ جون ۶

تشحیذ الاذہان

زیر ادارت صاحبزادہ میرزا

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

"۸۰ صفحے کا رسالہ"

احباب کرام ملاحظہ فرمائینگے کہ یہ رسالہ بجائے ۴۸ کے ۸۰ صفحے ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اپریل کے اخیر میں
منشی غلام حیدر صاحب لائلپوری کی طرف سے ایک ٹریکٹ زنامحمدی میرے پاس پہنچا جس میں انکی عمر بھر کے
مطالعہ کا سرمایہ اعتراضوں کی صورت میں جمع تھا چونکہ میں ان دنوں رخصت پر تھا اسلئے جلد اسطرف توجہ نہ
کرسکا پھر قادیان میں آیا تو ایک مہینہ کا کام جو اکٹھا ہو گیا تھا اسے دس پندرہ روز میں نکال لا اسکے بعد مہینے جواب لکھنا
شروع کیا اور الحمدللہ مئی کے آخری ہفتے میں اس سے فارغ ہو گیا جون میں لکھا اور چھپا میں نے اپنی بساط
کے موافق ان سوالوں کا جواب بہت تحقیق سے دیا ہے اور حتی الوسع ایک ایک سوال کے متعلق بہت سے
دیئے ہیں اور خصم پر حجت قائم کرنیکے لئے اسی کی مسلمہ کتب سے حوالے دیئے ہیں ناظرین کو ہم انشاءاللہ بہت سی
باتیں اس میں نئی پائینگے میں امید کرتا ہوں کہ یہ مجموعہ نافعۃ للناس ہوگا۔ بعض دوستوں کی خواہش تھی کہ یہ الگ
کتابی صورت میں شائع ہو مگر میں اس مشورہ پر عمل نہیں کر سکا کیونکہ اس طرح پر اسکی اشاعت محدود ہو جاتی
اور ناظرین تشحیذ کو چار پانچ آنے بلکہ مع وی پی سات آنے پر مل سکتا اب تو مفت انکی خدمت میں تقدیم
ہو جسکے شکرانے میں مجھے امید ہے کہ وہ ایک رسالہ قیمت ۴ر اور خریدکر اپنے حلقہ کے غیر احمدیوں کے لئے وقف
فرمائینگے تا کہ سب طالبانِ حق کی نظر سے گزر جائے ہاں یہ ۳۲ صفحات جو زیادہ ہیں اسکا خرچ کارخانہ کے ذمے
پڑا ہے جو پہلے خادہند حضرات کی طفیل ہزار بارہ سو روپے وصول نہیں کر سکا اسلئے میں درخواست کرتا
ہوں کہ خوش معاملہ دوست اس خرچ کو اپنی جیب سے ادا کر دیں اور اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ رسالہ پہنچنے پر ۲ر
کے ٹکٹ ہر خریدار بھیجدے جو نہ بھیجیں انکے حساب میں ۲ر جمع کر لئے جائیں اور پھر وی پی کے ساتھ وصول ہوں دوسری
یہ کہ آئندہ رسالہ چار ماہ تک بجائے ۴۸ صفحے کے ۴۰ صفحے پر چھپے جو پسند خاطر ہو اس سے اطلاع دیں

دوسری گزارش مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی والے مضمون کو بہت پسند کیا گیا ہے اور اسی طرح ہر رسالہ کے
چھپنے پر بہت سے تعریفی خطوط آجاتے ہیں اور مخالفوں کی طرف سے گالیاں بھی کم نہیں پہنچتیں میں اپنے بھائیوں کا
شکرگزار ہوں لیکن گران مضامین کی اشاعت کے لئے وہ نئے خریدار بہم پہنچائیں یہ عملی شکر کا نمونہ
کیلئے بہت مفید ہو سکتا ہے اور اصل منشاء تبلیغ سلسلہ حقہ بھی حاصل ہو گا باقی میں کیا احمدی تحریر کیا ناشر۔

[illegible] ۱۹۱۰ء - [illegible]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون ۱۹۱۳ء

تصدیق المسیح

یعنی

نامۂ حیدری کا جواب

منشی غلام حیدر صاحب پنشنر ہیڈ ماسٹر منشی محلہ لائلپور نے ایک ٹریکٹ شایع کر کے اپنی پرانی مگر ناکام مخالفت کو پھر تازہ کیا اور اس میں لکھا کہ احمدی احادیث کی پرواہ نہیں کرتے جسکا جواب انکی خدمت میں عرض کیا گیا تو ایک دو ورقہ شائع فرمایا جس میں بہت سے سوالات تھے۔ اور آپ نے اپنی پرائیویٹ چٹھی میں مجھ یقین دلایا کہ یہ سوالات محض بہ طلب حق ہیں اسلئے خاکسار نے بقدر اپنی فہم اور لیاقت کے انکا جواب لکھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ماسٹر صاحب موصوف اور عام اہل اسلام بہ توجہ تام مطالعہ فرمائینگے اللہ تعالےٰ اس مضمون کو نافع للناس بنائے اللّٰہم آمین اقول وباللہ التوفیق وہو نعم المولی ونعم الرفیق

تمہید میں آپ نے اجماع پر زور دیا ہے اور ہمیں اجماع کے خلاف کرنیوالے ٹھہرایا ہے

(جواب) ارشاد الفحول امام شوکانی کی تصنیف ہے جس پر آپکو اعتماد ہے وہ اجماع کی

تعریف اجماع تعریف کرتے ہیں صفحہ ۶۸ هو اتفاق مجتهدی امة محمد صلعم بعد وفاته فی عصر من الاعصار علی امر من الامور پھر اسکے ساتھ کچھ اور قیدیں بھی بڑھائی گئی ہیں ایک تو یہ کہ اس اجماع پر آخر وقت تک وہ مجتہدین قائم رہیں۔ دوم یہ کہ پہلے اس امر پر خلاف نہ ہو چکا ہو سوم یہ کہ وہ متفق ہونیوالے عادل ہوں اور عدد التواتر کو پہنچ جائیں یعنی کذب پر انکا جمع ہونا محال ہو

امکان اجماع بعض نے لکھا ہے کہ حکم واحد پر جو معلوم بالبداہت نہ ہو۔ انکا اتفاق ایسا ہی محال ہے جیسا ایک ہی وقت میں کسی ایک کھانے پر جمع ہونا یا کلمہ واحد سے تکلم محال ہے (ب) پھر یہ اتفاق تو موقوف ہے نقل بحکم میں متساوی ہونے پر جو مجتہدین کے دور دراز علاقوں میں پھیلے ہونیکی وجہ سے محال ہے (ج) پھر یہ اتفاق یا کسی امر قاطع سے ہوگا یا ظنی سے اگر قاطع ہے تو عادتاً اسکی عدم نقل محال ہے کیونکہ اگر ہوتا تو ضرور نقل ہوتا اور نقل ہونیکی صورت میں اجماع سے غنی کر دیتا اور اگر ظنی ہے تو پھر بوجہ اختلاف افہام وتباین افکار اتفاق ممتنع ہے

[illegible] اجماع کے معلوم ہونیکا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس بات کی صحیح خبر پہنچے۔ کہ تمام مجتہدین امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اتفاق کر لیا۔ اور یہ اتفاق امت کا علم ہر ایک فرد کی معرفت پر موقوف ہے اور یہ متعذر ہے کیونکہ کون ایسا ہے جو شرق وغرب کے مجتہدین امت کو جانتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا تہیا بھی کر لے۔ تو اسکی عمر قبل اسکے ختم ہو جائے کیونکہ پہلے ہر مکان پر پہنچنا ضروری ہے جہاں اہل العلم رہتے ہیں۔ پھر اس بات کی تحقیق کرنی ہے۔ کہ آیا وہ اجماع کا اہل بھی ہے یا نہیں۔ اور پھر اُسنے کہا بھی ہے یا نہیں۔ اور اگر کہا ہے تو کوئی ایسی بات تو نہیں جس سے متاثر ہو کر اسوقت کسی غیر کے خوف سے کہدیا ہو اور اگر کوئی ایسی محنت کرے بھی اور تمام

مجتہدین اُمت کے قول سے آگاہ ہو جائے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اسکے بعد ان میں سے کسی نے اپنے قول سے رجوع نہیں کر لیا اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ تمام مجتہدین اُمت محمدیہ شرق و غرب سے آکر (خلاف عادت) ایک مکان میں جمع ہو گئے اور ان میں سے کوئی فرد باقی نہیں رہا۔ اور انہوں نے کسی امر پہ اپنا اتفاق ہونا لکھا تو بھی اجماع کو مفید نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کوئی ان میں سے نہ بھی بولا یا خاموش رہا ہو۔ یا کسی خوف کی وجہ سے ایسا کہہ دیا ہو اور یہ بھی خیال ہے کہ شہرت اور استفاضہ اور چیز ہے اور اجماع اور چیز اجماع میں تو ہر مجتہد امت کا ظاہراً و باطناً متفق ہونا ضروری ہے اور اسکا علم سوائے ہر ایک کے حال کے بالمشافہ معرفت کے نہیں ہو سکتا۔ پھر لکھتا ہے کہ رحمہ اللہ الامام احمد بن حنبل فانہ قال من ادعی وجود الاجماع فھو کاذب (خدا امام احمد حنبل پہ کرے جس نے کہا۔ جو اجماع کے وجود کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے اور اصفہانی نے صرف صحابہ کا اجماع مانا ہے کیونکہ انکی تعداد تھوڑی تھی۔ انکا اجماع اور اس اجماع کا علم ممکن ہے پھر نشر اسلام و کثرت علماء کی وجہ سے متعذر ہو گیا اور یہی احمدؒ نے پسند کیا۔ جو عہد صحابہؓ سے بہت قریب اور امور نقلیہ پر خوب اطلاع اور بڑا اچھا حافظہ رکھتے تھے

نقل اجماع اچھا صاحب ہم نے مانا کہ اجماع کسی امر پہ ہو گیا۔ مگر اسکی نقل یعنی دوسری جگہ پہنچانے کے لئے بھی شرائط ہیں کیونکہ نقل دو ہی طریق سے ہو گا۔ یا تواتر سے یا احاد سے اب تواتر تو محال ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ اہل التواتر (اتنے آدمی جنکا کذب پر جمع ہونا محال ہو) شرق و غرب کے تمام مجتہدین کو دیکھیں اور پھر ان سے کسی امر پر اجماع سنیں۔ پھر وہ اپنے جتنے اہل التواتر کو پہنچائیں۔ اور پھر اسی طریق سے خبر ہم تک پہنچے

حجیت اجماع بعض نے لکھا ہے کہ عدد کثیر کا کسی غلط امر پہ اجماع محال نہیں بلکہ ممکن ہے جیسے کفار کی عدد کثیر نبوت سے منکر ہے اور ایک جماعت نے یہ لکھا ہے کہ اجماع

کا ثبوت اجماع سے نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ تو اثبات الشی بنفسہٖ ہے اور یہ باطل ہے
اور یہ جو من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع

دلیل حجیت اجماع

غیر سبیل المومنین نولہٖ ما تولی و نصلہ جہنم وساءت مصیرًا اس سے اجماع کی حجیت پر دلیل دیجاتی ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ کوئی وجہ نہیں کہ سبیل المومنین سے مراد متابعۃ الرسول یا مناصرۃ الرسول یا اقتداء الرسول یا ایمان بالرسول نہ ہو جب سبیل المومنین میں کم از کم ان معنوں کا احتمال بھی مان لیا جائے تو بھی یہ استدلال تام نہیں ہوگا۔ کہ یہاں سبیل المومنین سے مراد ان مومنوں کا اپنا فتویٰ یا قول ہے (ب) پھر یشاقق الرسول والا کافر ہو چکا اب اسکے لئے اجماع پر عمل کیسا (ج) اور اگر یہ کہیں کہ غیر سبیل المومنین کے اتباع کی ممانعت میں مشاقۃ الرسول کی شرط نہیں تو لامحالہ تبین الھدیٰ کی ہوگی تو اب بھی اعتراض قائم ہے کیونکہ جب جمیع انواع ہدیٰ کا تبین اسپر ہو چکا تو اس دلیل کا تبین بھی ہوگا جس کے ذریعے اس حکم اجماعی پر اہل الاجماع پہنچے۔ جسکے انکار پر اب وعید سنایا جاتا ہے اس طرح بھی اجماع کا کچھ فائدہ نہیں رہتا (د) پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کل جو غیر سبیل المومنین ہو اس سے منع کیا گیا یا بعض غیر سبیل المومنین سے اگر کہو کل سے تو آیت کے الفاظ اسپر دال نہیں کیونکہ غیر اور سبیل لفظ مفرد ہیں۔ اور یہ کل کیا فائدہ عموم بھی نہیں دیتے۔ اور بشرط تسلیم بھی معنی نہیں بنتے اور اگر بعض غیر سبیل المومنین سے منع کیا ہے تو یہ تو ہم بھی مانتے ہیں۔ کیونکہ سبیل ایمان ہے اور اسکا مغائر کفر ہے۔ پس اس آیت کے ذریعہ کفر بالرسول سے منع کیا گیا ہے اور یہ آیت بھی ایک مرتد کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ اسلئے بھی ثابت ہے کہ یہاں غیر سبیل المومنین سے مراد کفر ہے دوم جب ہم کہتے ہیں کہ ہم سبیل المومنین کے غیر کا اتباع نہیں کرتے تو اس سے اسی امر کی ممانعت سمجھی جائیگی جس سے وہ مومن بنے ہیں۔ اور وہ ایمان بالرسول ہے اور نہ کچھ اور پھر سبیل کا لفظ

اپنے حقیقی معنوں پر نہیں یعنی کوئی مادی رستہ مراد نہیں۔ بلکہ یہاں مجاز ہے۔ اور مجاز و حقیقت میں کوئی مناسبت ہونی چاہیئے۔ طریق مسلوک اور اتفاق امت محمد صلعم علیٰ امر من الامور میں کوئی مناسبت نہیں البتہ یہ ہو کہ جس طرح طریق اور طریق میں حرکت بذریعہ مقصود تک پہنچاتی ہو اسی طرح دلیل اور حرکت ذہنیہ اس مطلوب تک پہنچائیگی۔ اور اجماع بھی آخر کسی دلیل کی بنا پر ہوگا۔ پس عملدرآمد تو اس دلیل پر ہوا۔ جس کے ذریعہ اجماع ہوا۔ اجماع بنفسہٖ کوئی حجت نہ رہا۔ اور اگر کہیں کہ اجماع استدلال سے نہیں تو جو امر کسی استدلال پر مبنی نہ ہو وہ خطا ہوتا ہو اور اس طرح کسی امر غلط پر اجماع لازم آئیگا۔ اور یہ بات صحت اجماع میں قادح ہو اچھا اگر یہ مان لیں کہ اس آیت سے مومنین کے اجماع کا وجوب نکلتا ہو تو کیا تمام مومنین یا بعض مومنین بعض تو غلط ہے کیونکہ اَل استغراق کا ہے۔ اور بعض کا اجماع یوں بھی غیر معتبر ہے۔ پس کل مومنین مراد ہیں۔ مومنین تو قیامت تک ہونگے اسلئے اس زمانہ میں جو موجود ہیں۔ ان پر کل صادق نہ آئیگا۔ اور اس طرح پر انکا اجماع کل کا اجماع نہ ہوگا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ موجودہ مومنین مراد ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جب دوسرا عصر آئیگا۔ تو اسوقت یہ مقولہ صحیح نہیں رہیگا۔ کہ اہل العصر الاول کل مومنین ہیں۔ کیونکہ اور بھی شامل ہو گئے۔ اور اسوقت عصر اول کا اجماع عصر ثانی پر حجت نہیں رہیگا (۵) ہمنے مانا کہ اہل العصر ہی کل المومنین ہیں۔ اب یہ آیت تو نازل ہوئی تھی زمانہ نبوی میں۔ پس یہ آیت اس زمانہ کے مومنین سے مختص ہوئی جو اسوقت موجود تھے۔ انکا اجماع حجت ہونا چاہیئے۔ لیکن اجماع تو وفات النبی صلعم کے بعد ہے۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہوگا۔ کہ جسقدر مومنین نزول آیت کے وقت موجود تھے۔ اسی قدر سب کے سب وفات النبی کے بعد موجود تھے اور وہ ایک حکم واحد پر متفق ہوئے اسوقت تک اس اجماع کی صحت پر یہ آیت دلالت

نہیں کریگی (و) پھر ہم کہتے ہیں کہ اجماع کے حجت ہونے پر اس آیت کی دلالت قطعی ہے یا ظنی۔ قطعی تو نہیں کیونکہ پھر اختلاف کیوں ہوتا۔ اگر ظنی ہے تو پھر قطعی مسئلہ پر ادلۂ ظنیہ سے تمسک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ہم اس مسئلہ کو ظنیہ ٹھہراتے ہیں تو یہ کسی امام کا قول نہیں یا تو اجماع کے حجیت ہونے سے قطعی انکار کیا جاتا ہے یا اسے دلیل قاطع ٹھہرایا جاتا ہے اجماع کو دلیل ظنی کوئی نہیں کہتا کیونکہ اس طرح تو کل امت کا خطا پر ہونا لازم آتا ہے اور یہ قادح فی الاجماع ہے (ش) پھر فقہا پر تعجب ہے کہ وہ اجماع کو آیات و اخبار کے عمومات سے ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ جس امر پر عمومات سے استدلال ہو اسکا منکر کافر و فاسق نہیں ہوتا مگر اجماع کے منکر کو کافر ٹھہراتے ہیں گویا فرع کو اصل سے قوی بناتے ہیں (ح) پھر اجماع حجت ماننے سے کتاب و سنت و عقل کا معارضہ لازم آتا ہے۔ کتاب کا تو اسلئے کہ ما لا تعلمون کو اللہ کی طرف منسوب کرنے سے منع فرمایا۔ اجماع اگر حکم الٰہی سے مستند ہے تو اجماع کی ضرورت ہے اگر از خود ہے تو امر باطل اور تقول علی اللہ ہے (ط) سنت کا اسلئے کہ حضرت معاذ سے جب رسول اکرم صلعم نے پوچھا کہ تو ان میں کسطرح فیصلے کریگا۔ تو انہوں نے اجماع کا ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ بھی مدرک شرعی ہوتا۔ تو ضرور ذکر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ تاخیر البیان عن وقت الحاجت جائز نہیں۔ پھر آپ کی احادیث میں ہے کہ قیامت شرار امت پر قائم ہو گی اور یہ کہ میرے بعد کافر نہ ہو جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو اور یہ کہ علم قبض ہو جائیگا۔ اور اس سے یہ مراد ہے کہ علماء اٹھ جائینگے اور جہال باقی رہجائینگے جو بغیر علم کے فتوے دیکر گمراہ کرینگے اور یہ کہ فرائض سیکھو کیونکہ یہی سب سے پہلے متروک ہونگے دیکھو اب لڑکیوں کا ورثہ کس قدر اٹھ گیا یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنیوالا ہے۔ جب واجبات کو قائم کرنیوالوں سے زمانہ خالی ہوگا۔ پس اجماع کیسا (ی) عقل کا اسلئے کہ ہر فرد بشر امت محمدیہ سے

سے خطا ممکن ہے پس کل امت محمدیہ سے بھی خطا جائز ہے پس ممکن ہے کہ اجماع کسی امر غلط پر ہو دوم یہ کہ یہ اجماع یا دلالت سے ہوگا یا کسی علامت سے اگر دلالت سے ہو تو پھر وہ واقعہ جسپر کل علمائے عالم کا اجماع ہو وہ کوئی بڑا ہی واقعہ ہوگا اور ایسے واقعہ کے لئے دلیل بھی قاطع ہوگی۔ جس کیوجہ سے اتنا بڑا اجماع ہوا۔ اب یہ دلالت بھی کل اکناف عالم میں مشتہر ہوگی۔ تو پھر تمسک بالاجماع کا کیا فائدہ رہا۔ جب اسکی بنا دلیل پر ہی جو پہلے ہی ہر گوشہ عالم میں مشتہر ہے اور اگر کسی امارت سے یہ اجماع ہے تو کسی علامت سے کسی حکم پر اتفاق محال ہے۔

امام شوکانی کی رائے | ان تمام جرحوں کا ذکر فرما کر لکھتے ہیں اذا عرفت ماقد مناہ کما ینبغی علمت ان الآیۃ لاتدل علیٰ مطلوب المستدلین بہا یعنی ان باتوں سے یہ تو ثابت ہوگیا۔ کہ یہ آیت ان لوگوں کا مقصد ثابت نہیں کرتی جو اس سے اجماع کی حجیت پر دلیل پکڑتے ہیں آپ نے چونکہ امام شوکانی کی ایک کتاب سے لا مہدی الا عیسٰی کے موضوع ہونے پر دلیل پکڑی ہے اسلئے انکی یہ رائے آپ پر حجت ہے پھر اس میں تو صرف صغانی کا قول نقل کیا ہے اپنی رائے کوئی نہیں اور اس میں تو انکی اپنی رائے بھی ہے کہ یہ تمام جرحیں قوی ہیں

سبیل المومنین | یہ رائے پڑھنے کے بعد آپکو یقین آجانا چاہیئے کہ آیت پیشکردہ اجماع پر حجت نہیں پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سبیل المومنین تو یہی ہے کہ اپنے تنازع کو اللہ اور اسکے رسول کی طرف لوٹا دینا اور اپنے جھگڑے میں رسول کریم کو حکم بنانا اور بس (۱) فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول (۲) فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم اور اسکے مطابق ہمارا عملدرآمد ہے والحمد للہ رب العٰلمین

اہل سنت کا اختلاف | پھر آپکے اہل سنت کے اجماع و اتفاق کا تو یہ حال ہے کہ اسلام کے ۷۲ سے زائد فرقے ہیں اور ہر فرقہ کا ایک الگ مذہب ہے۔ حلال حرام تو خیر کفر و اکفا

تک نوبت پہنچگئی ہے آپ چھوٹی چھوٹی شاخوں کو جانے دیجئے۔

ایک امام ابو المنصور ماتریدی ہیں۔ اصل حنفیوں کے امام عقائد میں غالباً آپنے انکی کتاب پڑھی ہو دوسرے اشعری جن کی کتاب شرح عقائد مشہور ہی حنفیوں کے خلاف ہیں تیسرے حنبلی ہیں جن میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں انکے عقائد ان دونوں کے خلاف چوتھے صوفیاء کرام ان میں حضرت امام ربانی لکھتے ہیں الممکنات ماشمت رائحۃ الوجود فقط (ممکنات موجود ہی نہیں) اور یہ جو کچھ ہی اظلال اسماء وصفات الٰہیہ ہی۔ گویا علم عقائد کے سب سے پہلے مسئلہ حقایق الاشیاء موجودۃ کا خلاف کیا ہی۔ اور ایک جگہ لکھتے ہیں این التراب ورب الارباب (کہاں مٹی کہاں رب) دوسری طرف اہل سنت جماعت میں چشتیاء ہیں انکے معتقدات پر نظر ہو۔ شیخ محی الدین بن عربی نے خلق الاشیا وھو عینھا فرماکر این التراب ورب الارباب سے اختلاف کیا ہے۔ غرض مسئلہ محامد الٰہیہ میں بھی اتفاق نہیں اور اسقدر اختلاف ہی کہ انسان حیران رہجاتا ہے بیہقی نے جو کچھ اسماء وصفات میں لکھا ہی شائد اس سے عام علماء اہل سنت سوائے اہلحدیث کے موافقت نہ کریں۔

اس طرز پر امام ابن خزیمہ نے عقائد پر کتاب لکھی ہی جس کا نام ہے کتاب التوحید اور وہ اہل سنت کے امام ہیں۔ اور اس پایہ کے کہ اسماء رجال میں انکی نسبت لکھا ہی "الحافظ الکبیر امام الائمۃ شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن اسحٰق بن خزیمہ انتھت الیہ الامامۃ والحفظ فی عصرہ بخراسان حافظ بہت بڑا آدمی اماموں کا امام شیخ الاسلام امامت اسپر اسکے زمانہ میں ختم ہوگئی اب دیکھئے انہی کی نسبت تفسیر کبیر جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۹۲ میں امام رازی فرماتے ہیں واعلم ان محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ اورد استدلال اصحابنا لھذہ

الآية فى الكتب الذى سماه كتاب التوحيد ط وهو فى الحقيقة كتاب الشرك واعترض عليها وانا اذكرحاصل كلامه بعد حذف التطويلات لانه كان رجلاً مضطرب الكلام قليل الفهم ناقص العقل

ابن خزیمہ نے ایک کتاب لکھی ہے اسکا نام تو رکھا ہے کتاب التوحید مگر ہے کتاب الشرک اور یہ شخص مضطرب الکلام قلیل الفہم ناقص العقل

اسی طرح حنبلیوں کے عقائد پر امام فخر الدین رازی (کہ دونوں اہل سنت سے ہیں) تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۱۴۱ الحنابلة الذين قالوا القدم هذه الحروف وهولاء أخس من ان يذكروا فى زمرة العقلاء ثم ذكر بحثه وقال فتعجب من ملامته قلب ذلك القائل تحت قوله وما كان لبشر ان يكلمه الله الآية حنابلہ قرآن مجید کے غیر مخلوق ہونے کے قائل ہیں اور وہ ہرگز عقلاء کے زمرہ میں ذکر کئے جانیکے قابل نہیں

آپ اپنی سنئے کیونکہ آپ بھی ماشاء اللہ اہل سنت سے ہونیکے مدعی ہیں آپ لکھتے ہیں عقاید کا نقص کسی عمل سے پورا نہیں ہو سکتا۔ لیکن عقاید کی صحت ناقص عمل کی تلافی کر سکتی ہے یعنی اعمال ایمان کی جزء نہیں مگر امام بخاری کہ وہ بھی اہل سنت سے ہیں۔ اعمال کو ایمان کی جزء نہ سمجھنے والوں کو مرجبہ اور جبری کہتے ہیں۔

غرض آپ ہی فرمائیے کہ ما انا علیه و اصحابی کونسے اہل سنت ہیں۔ اور انکے مجتہدوں کا کس زمانہ میں ایک جگہ جمع ہو کر قولی اجماع ہوا کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہیں۔ اور اسی جسد عنصری کے ساتھ کئی ہزار سال کے بعد نزول فرما کر نبی آخر الزمان بنینگے

آپ کے اہل سنت کا تو یہ حال ہے کہ مسیح علیہ السلام کے رفع اور اسکے نزول اور امام مہدی اور دجال کے متعلق بھی انکا کسی ایک بات پر اجماع یا اتفاق نہیں تفاسیر

میں انکے اختلاف کو ملاحظہ فرمائیے مختصراً عرض کرتا ہوں ۔

عقیدہ دربارۂ رفع

تفسیر الدر المنثور ہی دیکھ لیجئے۔ اور آپ نے تو بہت ہی تفسیروں کے پڑھنے کا ادعا اپنے ایک خط میں کیا ہی رفع کے متعلق ذرا روایات کا ملاحظہ فرمائیے اول تو القاء شبہ ہی میں کسی بات پر قرار نہیں ۱۔ تمام حواری آپ کے شبیہ بنگئے (ومعہ سبعۃ وعشرون من الحواریین فی بیت واحاطوا بہم فدخلوا علیہم وقد صورہم اللہ علیٰ صورۃ عیسٰی ص ۲۳۹ الدر المنثور المصری ۲۔ صرف ایک حواری شبیہ بنا از خود (ب) باصرار حضرت عیسٰی (قال ایکم یلقی علیہ شبہی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی) ۳۔ ایک دشمن تھا جسپر عیسٰی کی شبیہ ڈالدی گئی (فقال الملک لرجل خبیث منہم ادخل علیہ فاقتلہ فدخل فالقی اللہ عزوجل شبہہ علیہ فخرج یخبرہم انہ لیس فی البیت فقتلوہ وصلبوہ (ابو سعود بروایت ابن عباس) ۴۔ کوئی ایک آدمی تھا جو قیصر کا خلیفہ تھا یا قاتل مسیح تھا ۵۔ القاء شبہ درست نہیں۔ بلکہ یہود نے جب دیکھا۔ کہ عیسٰی تو ہاتھ سے نکل گئے تو انہوں نے ایک آدمی کو پکڑا اور قتل کر دیا۔ لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون ہے کیونکہ مسیح کا لوگوں سے میل جول کم تھا (تفسیر کبیر فاخذوا انساناً وقتلوہ ولبسوا علی الناس انہ المسیح والناس ما کانوا یعرفون المسیح) ۶۔ قتل وتل بھی کوئی نہیں کیا گیا۔ صرف افواہ اڑا دی گئی دیکھئے تفسیر ابو سعود لم یقتل احد ولکن ارجف بقتلہ ۷۔ روح المعانی میں ہے کہ اخذوا انساناً فقتلوہ وصلبوہ علی موضع عال ولم یمکنوا احداً من الدنو منہ۔ ایک بلند جگہ پر ایک آدمی کو صلیب دیدیا اور اسکے نزدیک کسی کو نہ آنے دیا۔ کہ پہچان سکے غرض اسقدر اختلاف ہے۔ کہ اس شخص کو جو اہل سنت کے اجماع پر نازاں ہے

عرق ندامت میں تر ہو جانا چاہیئے۔ باقی رہی حدیث سو اسکے لئے ابوحیان نے کیا خوب فرمادیا ہے لم یثبت عن رسول اللہ صلعم فی ذلک شیءٌ (رسول اللہ سے اس بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں) فرمائیے ہمارے حکم کی ضرورت تھی یا نہ تھی

اب رفع کے بارے میں سنئے اور ذرا تفسیر الدر المنثور صفحہ ۳۶ ہی کو اولاً زیر آیت انی متوفیک دیکھیئے ۱۔ اسنے عیسیٰؑ کو تین گھڑیاں وفات دی پھر آسمان پر اٹھا لیا (توفی اللہ عیسیٰ ابن مریم ثلث ساعات من النہار حتی رفعہ الیہ) ۲۔ تین دن وفات دی پھر آسمان پر اٹھایا۔ اسکے نقل کرنیوالے بھی ابن عساکر ہیں جنکا حوالہ آپنے بھی دیا ہے (اماتہ اللہ ثلاثۃ ایام ثم بعثہ ورفعہ) ۳۔ سات گھڑیاں وفات دی پھر زندہ کیا ان اللہ توفی عیسیٰ سبع ساعات ثم احیاہ لطیفہ تینوں روایتوں میں رفع الی السماء کا ذکر نہیں رفعہ الیہ یا رفعہ یا صرف احیاہ ۴۔ بحالت نوم رفع کیا واخرج ابن جریر رفعہ اللہ فی منامہ (الدر المنثور صفحہ ۳۶) ۵۔ بحالت یقظ اٹھایا جیسا کہ ثم بعثہ ورفعہ میں گزرا ۶۔ جبریل آکر ایک روزن سے نکال لے گئے فبعث اللہ عزو جل جبریل فادخلہ خوخۃ فی سقفہا لہ روزنۃ فرفعہ اللہ من تلک الروزنۃ (خازن بروایت ابن عباسؓ) ۷۔ آپ طور سینا پر تھے ایک تیز ہوا چلی۔ اور آپ تیز دوڑے۔ اسی حالت میں اللہ نے اٹھا لیا کان عیسیٰ علی طور سینا وھیت ریح فھرول فرفعہ اللہ فی ھرولتہ (ابوحیان تفسیر المحیط) ۸۔ بادلوں میں لٹک گئے۔ انجیل ملاحظہ ہو غرض اس قسم کے کئی اختلاف ہیں

مسیح کے نزول کے متعلق | صرف الدر المنثور صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۵ ہی پڑھیئے ۱۔ بیت المقدس روحا میں نازل ہوگا ۲۔ یجیء عیسیٰ بن مریم من مغرب (مغرب سے) ۳۔ ولفظ الطبرانی من المشرق۔ (مشرق سے) ۴۔ باب لد پر نازل

ہوگا ۵ عند المنارة البیضاء فی دمشق (دمشق میں نازل ہوگا- ۶ بیت المقدس میں نازل ہوگا (وجلهم بہ بیت المقدس × × اذ نزل علیهم عیسیٰ بن مریم۔ ہمارے حکم کی ضرورت تھی یا نہ تھی

مہدی کے متعلق اختلاف مندرجہ ذیل مہدی اہل سنت میں مختلف فرقے مان چکے ہیں ۱- عباسیوں میں ایک مہدی ہارون کے دادا امیر المومنین مشہور ہیں ۲- محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن حسن بن علی مہدی ۳- قسطنطنیہ کے فاتح محمد ثانی مہدی

۴- مکہ میں بیعت لینے والے عبداللہ بن زبیر مہدی ۵ سید عبدالقادر الحسنی الحسینی مہدی ۶- ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو خلفائے راشدین مہدیین رسول اللہ نے فرمایا ۷- حضرت محمد بن علی ابن الحنفیہ- اگر کہو کہ آخری زمانہ میں جو مہدی ہونے والا ہی اسکے بارے میں اختلاف نہیں تو یہ بھی غلط ہے ملاحظہ فرمایئے

نسل کے متعلق اختلاف ۱- جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا کی اولاد سے (رواہ ابو داؤد) ۲- اولاد علی سے خواہ کونسی بی بی ہو (جواہر الاسرار) ۳- امام حسن کی اولاد سے (نجم الثاقب) ۴- امام حسین کی اولاد سے (رواہ ابن عساکر) ۵ حسن و حسین دونوں سے ۶- بنی امیہ میں سے (تاریخ الخلفاء) ۷- بنی عباس سے (حج الکرامہ) ۸- کسی قبیلہ کی تخصیص نہیں امت میں سے ہوگا- (نجم الثاقب) ۹- مہدی بہت سے ہونگے- ۱۰- مہدی اور عیسےٰ ایک ہی ہیں

نام کے متعلق اختلاف ۱- محمد نام ہوگا (اقتراب الساعۃ) ۲- احمد نام ہوگا (اقتراب الساعۃ) ۳- عیسیٰ نام ہوگا (جواہر الاسرار)

مولد و خروج کے متعلق اختلاف ۱- تہامہ سے نکلیگا (جواہر الاسرار) ۲ کدعہ سے نکلے گا (جواہر الاسرار) ۳ مشرق سے نکلیگا (نجم الثاقب) ۴- مدینہ سے خروج کریگا (ابوداؤد) ۵ مغرب سے خروج کریگا (اقتراب الساعۃ) ۶ خراسان سے آئیگا (مسند امام احمد)

۷۔مہدی حجاز سے آئیگا حج الکرامہ ۸۔ ماوراء النہر سے (النجم الثاقب)

کب تک رہیگا ۱۔تیس چالیس سال (رواہ نعیم بن حماد) ۲۔۱۰ سال (طبرانی) ۳

۷ سال (رواہ ابو داؤد) ۴۔۹ سال (رواہ ابو داؤد)

دجال کے متعلق اختلاف اب دجال کی نسبت سنیئے جس کے بارے میں آپ نے احمدیوں کو حدیث سے ناواقف یا دیدہ و دانستہ انکار کرنیوالے ٹھہرایا ہے ذرا مشکوٰۃ ہی کو سامنے رکھ لیجئے جسکا حوالہ آپنے اکثر دیا ہے ا۔نبی کریم کے زمانہ میں دجال تھا۔حضرت عمرؓ نے قسم کھائی یہ دجال ہے حضورؐ نے تردید نہ فرمائی ۲۔تمیم داری نے اسے جزیرہ میں دیکھا ۲۔ دجال چالیس روز رہیگا۔(ب) چالیس برس ٹھہریگا ۳۔ایکدن اس وقت سال کا ایکدن مہینے کا ہوگا(ب) اسوقت اتنا دن ہوگا۔کہ ایک سوکھی لکڑی کو آگ لگی اور وہ جل جائے ۴۔ دجال جوان ہوگا(ب) نبی کریم کے زمانہ میں موجود تھا گویا ۱۳۳۱ برس کا ہو چکا ہے جنت و نار اسکے ساتھ ہونگے ۵۔ روٹی اور پانی سے بھی ذلیل ہوگا۔ الدر المنثور میں صفحہ ۲۴۳ لو خرج ش ما نکمر لرمتہ الصبیان ۶۔مکہ و مدینہ سے روکا جائیگا (ب) آنحضرت صلعم نے اسے طواف کعبہ کرتے دیکھا ۷۔دجال کی دائیں آنکھ عیب دار ہوگی (ب) دجال کی بائیں آنکھ عیب والی ۸۔ دجال کی آنکھ انگور کی مانند ابھری ہوگی (ب) آنکھ ابھری نہ ہوگی بلکہ مٹی ہوگی ۹۔ شام و عراق کے درمیان سے نکلیگا مشرق سے نکلیگا۔ محمد تمیم الداری نے مغرب میں دیکھا ۱۰۔تین سال قحط شدید رہیگا (ب) اتباع دجال عیش و عشرت اور آسودہ حالی میں ہونگے

صحابہ کرام کا اجماع وفات مسیح پر باوجود اس اختلاف کے آپ ہمیں اجماع کا منکر قرار دیتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ہم اس اجماع پر جو آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد سب سے پہلے صحابہ کرام کا ہوا۔ اور جس میں تمام مجتہدین امت نے قولی طور پر وفات مسیح کو مان لیا۔ ایمان لائے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ لما قبض رسول اللہ صلعم کان ابوبکر

فی ناحیۃ المدینۃ فجاء فلمّا خرج بعمر وھو یقول ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ولا یموت حتّٰی یقتل اللہ المنٰفقین فقال ایھا الرجل اربع علٰی نفسک فان رسول اللہ صلعم۔ قد مات۔ الم تسمع انّک میّت وانھم میّتون۔ قال ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخٰلدون ثم تلٰی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علٰی اعقابکم

بخاری اور نسائی اسکے راوی ہیں دیکھو کتاب تلخیص الصحاح جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ "ترجمہ جب رسول اللہ صلعم فوت ہوگئے تو ابوبکر مدینہ سے باہر تھے۔ ادہر حضرت عمر کہتے پھرتے تھے رسول اللہ فوت نہیں ہوئے اور نہیں فوت ہونگے جب تک منافقوں کو قتل نہیں کرینگے پس فرمایا ابوبکرؓ نے اے شخص ضبط سے کام لو کیا تمنے نہیں سنا کہ اے نبی تم بھی مرنیوالے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں اور یہ کہ ہمنے اے نبی تجھ سے پہلے کسی فرد بشر کے لئے زندہ رہنا نہیں بنایا اگر تو وفات پاگیا۔ تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں پھر یہ پڑھا کہ محمد صرف رسول ہیں اور اس سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پس یہ نبی فوت ہوگیا۔ تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤگے "

حضرت ابوبکر ایک آیت پڑھکر وفات رسول اللہ صلعم پر استدلال فرماتے ہیں۔ اور اس میں بڑے زور سے بتاتے ہیں کہ تمام رسول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے مر چکے اور تمام صحابہ اسپر ایمان لاتے ہیں۔ اور کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ مسیح تو زندہ آسمان پر موجود ہے۔ پھر اسکے بعد بھی چند بزرگانِ کرام کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ اور آپکے مجوزہ اجماع کا حال پوچھتا ہوں کہ آیا قائم رہا

دیگر بزرگان کرام کی شہادت

۱۔ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل اپنی صحیح البخاری میں متوفیک ممیتک کی روایت سورہ مائدہ فلما توفیتنی کے ذیل میں لائے ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو

کہ دونوں مقام پر توفی کے معنے موت ہیں پس ثابت ہوا کہ وہ بھی وفات مسیح ہی کے قائل تھے (۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول مجمع البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۶ میں ہے فالاکثر ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت قال مالك مات کہ امام مالک کا قول ہے کہ عیسیٰؑ مر گئے (۳) حضرت امام ابو حنیفہؓ اور انکے شاگرد دونکا اختلاف اس قول سے ہرگز ہرگز کہیں مروی نہیں کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ امام ابو حنیفہ نے کہیں بصراحت لکھا ہو کہ عیسیٰؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں (۴) زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۱-۳۰۲ میں یہ عبارت ہے کہ ومن سواہ لاینال بذات روحہ الصعود الی السّماء الا بعد الموت والمفارقۃ۔ و الانبیاء انما استقرت ارواحھم ھناك بعد مفارقۃ الابدان ط رسول کریم صلعم کے سوا کسی کی روح زندگی میں آسمان تک نہیں پہنچی۔ پس انبیاء کی رُوحیں جو آسمان پر ہیں تو بدنوں سے مفارقت یعنی موت کے بعد گیا اس سے یہ روز روشن کی طرح ظاہر نہیں۔ کہ امام ابن قیم موت مسیح کے قائل ہیں کیونکہ وہ بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی البشر کا قبل از موت آسمان پر ہونا نہیں مانتے۔ (۵) حضرت ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے و تمسک ابن حزم بظاہر الآیۃ وقال بموتہ ابن حزم رضؓ مسیح کی موت کے قائل ہیں دیکھو جلالین مع کمالین صفحہ ۱۰۹ (۶) حضرت ابن عربی فرماتے ہیں۔ رفع عیسیٰ علیہ السلام اتصال روحہ عند المفارقۃ عن العالم السفلی بالعالم العلوی (عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ہوا اسکا مطلب یہ ہے کہ مفارقت روح از بدن کے وقت انکی روح کا اتصال عالم سفلی سے عالم علوی کیساتھ ہو گیا اور پھر فرماتے ہیں وجب نزولہ فی آخر الزمان بتعلقہ ببدن آخر یعنی انکا نزول دوسرے بدن سے یعنی بروزی ہو گا دیکھو مجمع البیان جلد ۱ صفحہ ۲۶۲ (۷) حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں پیغمبر گفت اندر شب معراج آدم صفی و یوسف صدیق و موسیٰ کلیم اللہ و ہارون علیہ السلام و عیسیٰ روح اللہ و ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ لہ آں ارواح ایشاں بود دیکھئے صاف

۱؎ زبردست شہادت قولہ انہ ینزل فیکم ابن مریم وفی العتبیۃ قال مالك مات عیسیٰ ۴ و ابن ثلاث وثلاثین سنۃ صفحہ ۲۶۵ الجزء الاولی کتاب صحیح المسلم مع شرح السنوسی مصری مطبعہ السعادہ ۱۳۲۸ھ

فرماتے ہیں کہ آسمان پر صرف روح تھی۔ پھر یہ اجماع بھی مستند ہو کتاب وسنت سے

کتاب وسنت سے وفات مسیح کا ثبوت

قرآن مجید میں فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ہو اور توفیتنی کے معنے خود نبی کریم صلعم نے فرمادیئے دیکھئے الدر المنثور صفحہ ۳۴۹ الجزء الثانی و انہ یجاء برجال من امتی فیوخذ لھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی اصحابی فقال انك لا تدری ما احدثوا بعدك۔ فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدًا ما دمت فیھم فلمّا توفیتنی۔ یعنی جب میری امت کے بعض لوگ گرفتار آئینگے تو میں کھونگا یہ میرے ہیں تو کہا جائیگا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپکے بعد کیا کر توت کئے تو میں کہونگا جو عبد صالح (عیسےٰؑ) نے کہا کہ جب تو نے مجھے وفات دی تو پھر تو ہی نگران حال تھا۔

یہ سوال وجواب قیامت کو ہوگا تو بھی مطلب ثابت ہے اور اگر ہوچکا تو بھی ہمارا مقصود ثابت ہی اور اگر ڈھٹائی سے یہاں توفیتنی کے معنے رفعتنی کرے تو بھی مطلب ثابت ہے۔ کیونکہ بہر حال دوبارہ آنیکی نفی ہے اور بعد توفی کے انت الرقیب میں جو حصر ہے وہ ثابت کر رہا ہی کہ توفی کے بعد پھر اللہ ہی کو حال معلوم ہی اور عیسائی توفی کے بعد بگڑے ہیں ✣

جب وفات عیسیٰؑ ثابت ہوچکی تو نزول اور رفع وغیرہ کے مسائل تو اسپر متفرع ہیں انکے جواب ازخود ہوگئے لیکن میں انشاء اللہ الگ بھی انکے متعلق کچھ عرض کرونگا

پہلے نمبر میں آپ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ احمدی لٹریچر نے مسیح کے چال وچلن کا سیاہ پہلو پیش کیا ہی **جواب** مگر یہ بالکل غلط ہے آپنے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ کا حوالہ دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس مقام کو پڑھ لیا ہے۔ باوجود اس کے ہمیں مسیح کی نسبت بدگمان اور اسے غیر معصوم وغیرہ کہنے والا جاننا نیک نیتی پر مبنی نہیں

کہا جا سکتا۔

مسیح ابن مریم اور مسیح موعودؑ

کیونکہ حضرت اقدسؑ کی عبارت یہ ہے
"اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہو گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے .... یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدّے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہو اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہو اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسٰی کا تابع اور خادم دین تھا۔ اور اسکی انجیل توریت کی فرع ہے"

اسے پڑھکر کون سیاہ دل یہ خیال بھی کر سکتا ہے کہ حضور مغفور یا انکے متبعین ایک دم کے لئے بھی مسیح کی ہتک یا بے ادبی گوارا کرینگے۔

مسیح کی تصویر بائبل میں

بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ جو تصویر ان لوگوں نے مسیح کی پیش کی ہے حضور نے اس سے پردہ اٹھا دیا ہو اور بتایا ہو کہ تم خدا کے ایک نبی کی لائف اور چال چلن کو اپنے عقائد کے رو سے ایسا پیش کرتے ہو کہ وہ اعلےٰ درجے کے انسانوں میں بھی شامل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ خدا کا بیٹا کہلائے باقی رہا دافع البلاء کا حوالہ سو اسے بھی میں نے غور سے پڑھا ہو اسمیں مسیح کے معیوب چال و چلن پر قرآن شریف کو ہرگز شاہد و مصدق نہیں ٹھہرایا گیا "بلکہ ایک امر واقع کو ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے

مسیح کن معنوں میں حصور نہ تھا

"جن لوگوں نے انکو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وہ جنھوں نے خواہ مخواہ خدائی صفات انہیں دی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وہ اگر انکو اوپر اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر چڑھا دیں یا عرش پر بٹھا دیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پیدا کرنیوالا قرار دیں۔ تو انکو اختیار ہے انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں

سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہی کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سناگیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اسکے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اسکی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے"

وہ امر واقعہ یہ ہی کہ مسیح وجیھا فی الدنیا ومن المقربین تھا یعنی مسیح اس زمانے کے مقربوں میں سے ایک تھے۔ اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ مخالف نے گمان کیا ہی کہ وہ سب مقربوں سے بڑھکر تھے۔ بلکہ اسبات کا امکان نکلتا ہے کہ بعض مقرب انکے زمانے کے ان سے بہتر تھے

اور اس بہتر ہونیکا ثبوت آپنے یہ دیا ہی کہ یحیی کی تعریف مبالغہ کی صیغہ کے ساتھ "حصور" کی گئی ہے یعنے ایسے طور سے رکنے والا کہ لوگو نکو اعتراض کرنیکا بھی موقعہ نہ مل سکے چنانچہ دیکھ لو یحییٰ بھی اسی زمانے میں تھی جس میں ابن مسیح ہوئے دونوں نبوت کے مدعی تھے اور نبی تھے اور دونوں کے مخالف تھے مگر حضرت یحییٰ پر کسی کو زبان اعتراض کھولنے کا موقعہ نہ مل سکا اور انکو کوئی نہ کہہ سکا کہ تم شراب پیتے ہو یا فاحشہ عورات آکر اپنی کمائی کے مال سے تمہیں عطر ملتی ہیں بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انسے بیعت توبہ کی۔ برخلاف اسکے مسیح علیہ السلام کو ایسا کہا گیا اسکے یہ معنے نہیں۔

فاحشہ عورات سے خلاف شریعت خلا ملا رکھتے تھے اور حسب منطق آپکے غیر معصوم تھے، ہرگز نہیں بلکہ صرف اتنی بات ہی کہ حضرت یحییٰ میں بمقابلہ حضرت عیسےٰ کے صفت حصر کا غلبہ تھا۔ اور یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مسیح علیہ السلام کی ہتک لازم آتی ہی کیونکہ تلك الرسل فضلنا بعضھم علی بعض وارد تنزیل ہو چکا ہی آپنے خود اس بات کا اقرار کرلیا ہی کہ قرآن مجید میں کسی نبی کو کسی صفت سے اور کسی صفت

سے یاد فرمایا گیا ہی یعنی کسی نبی میں کسی خلق حمیدہ کا غلبہ تھا۔ اور کسی میں کسی کا سو اسی طرح ایک زمانہ میں دو نبی اکٹھے ہوئے تو ایک حصور تھا اور دوسرا اس درجہ تک نہیں پہنچا اور مقصد اس بیان سے صرف یہ ہی کہ علیسیٰ میں جو خدائی صفات مانی جاتی ہیں اور اسے فرشتوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہی اور انہیں بےنظیر اور لیس کمثلہ شئی ماننے کی راہیں کھولی جاتی ہیں انکی تردید ہو اور واضح ہو جائے کہ انہیں کے زمانہ میں حضرت یحیٰ ایک صفت میں حضرت علیسیٰ سے بڑھکر تھے بوجہ عدم تسمیہ حصور مسیح کو ہرگز فاحشہ عورتوں سے خلا ملا رکھنے والا اور انکی حرام کمائی کا تیل ملنے والا نہیں تسلیم کیا گیا بلکہ صرف یہ کہا گیا کہ اس قسم کے قصے انکے طرز عمل سے مشہور کرنیکا مخالف لوگونکو موقعہ مل گیا۔ اور ایک نظیر موجود ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ایک نبی اس زمانہ میں ایسا طرز عمل رکھ سکتا تھا۔ کہ اسکی نسبت یہ باتیں نہ اڑائی جا سکیں حضرت اقدسؑ نے قصے کا لفظ لکھکر یہ بتا دیا ہی کہ ان باتونکی حقیقت کچھ نہ تھی فافہم

نمبر دوم | آپ اعتراض کرتے ہیں کہ احمدی لٹریچر پھونک سے مٹی کے بیجان پرندکو اڑتا ہوا جانور بنا دینے کو "از قبیل معجزہ یا خارق عادت فعل تسلیم نہیں کرتا بلکہ مسمریزم مداری کا کرتب اور عقل ہنر یا کرتب کا نتیجہ یا مکروہ فعل قرار دیتا ہی"

جواب میںنے ازالہ اوہام آپکے حوالہ کے مطابق صفحہ ۳۰۳ تا ۳۱۰ بڑے غور سے پڑھا ہے مجھے ہرگز یہ الفاظ اس میں نہیں ملے کہ حضور مغفور نے اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر کے آیت یا معجزہ ہونے سے انکار کیا ہو یا اسے مداری کا کرتب یا محض عقل ہنر قرار دیا ہو بلکہ آپنے اس عقیدہ سے انکار کیا ہی جو ان آیات کے صحیح معنے نہ سمجھنے کیوجہ سے بعض نادان مسلمانوں نے تجویز کر لیا

مسیح کو پرندے پیدا کرنیوالا ماننے سے شرک لازم آتا ہو | اور وہ یہ ہو کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ پرندوں کی نوع میں سے کچھ تو خدا تعالےٰ کی مخلوق ہو اور کچھ حضرت علیسیٰ کی مخلوق ہے

اُسکے بارے میں صفحہ ۲۹۸ پر فرماتے ہیں کہ یہ سراسر فاسد اور مشرکانہ خیال ہے اور ایسا خیال رکھنے والا بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ عذر کہ ہم حضرت عیسیٰ کو خدا تو نہیں مانتے بلکہ یہ مانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے بعض اپنی خدائی کی صفتیں انکو عطا کردی تھیں نہایت مکروہ اور باطل عذر ہے کیونکہ اگر خدا تعالےٰ اپنے اذن اور ارادہ سے اپنی خدائی کی صفتیں بندوں کو دے سکتا ہے تو بلاشبہ اپنی ساری صفتیں خدائی کی ایک بندے کو دیکر پورا خدا بنا سکتا ہے پس اس صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذاہب سچے ٹھہر جائینگے“

اور صفحہ ۳۱۶ میں تحریر فرمایا کہ یہ صورت ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالےٰ دائمی طور پر ایک شخص کو اجازت اور اذن دیدے کہ تو مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مارا کر وہ حقیقت میں جانور بنجایا کرینگے۔ اور ان میں گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضا جانوروں کے بنجائینگے ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالےٰ پرندوں کے بنانے میں اپنی خالقیت کا کسی کو وکیل ٹھہرا سکتا ہے۔ تو تمام امور خالقیت میں وکالت نامہ کا عہدہ کسی کو دے سکتا ہے اس صورت میں خدا تعالےٰ کی صفات میں شریک ہونا جائز ہوگا۔ گو اسکے حکم اور اذن ہی سے سہی اور نیز ایسے خالقوں کے معنی اور فتشابہ الخلق علیہم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہوجائیگی۔ غرض یہ اعجاز کی صورت نہیں یہ تو خدائی کا حصہ دار بنانا ہے“

غرض حضور نے صرف اس افراط اور مشرکانہ عقیدہ کی تردید اور انکار فرمایا ہے جو لوگ اس مسئلہ خلق الطیر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے رکھتے ہیں

مسیح کو پرندوں کا خالق ماننا قرآن شریف کے خلاف ہے

کیونکہ مسیح کو پرندوں کا خالق سمجھنا قرآن مجید کی بہت سی آیات محکمات کے خلاف ہے اور متشابہ آیت کے معنے ہمیشہ محکم آیت کے ماتحت کئے جاتے ہیں جب مندرجہ ذیل محکم آیات سے یہ ثابت ہے کہ خلق خاصہ باری ہے تو پھر اسکے غیر میں کیونکر پایا جاسکتا ہے (خاصۃ الشی لا یوجد فی غیرہٖ)

۱- الا لہ الخلق ۲- قل ھل من شرکائکم من یبدؤ الخلق ثم یعیدہٗ

قل اللّٰہ یبدءُ الخلق ۳- ام جعلوا للّٰہ شرکاء خلقوا کخلقہٖ فتشابہ الخلق علیھم قل اللّٰہ خالق کل شیءٍ وھو الواحد القھار

پس اس بناء پر حضور مغفور نے معجزہ کی حد تک تو اسکو مان لیا ہے اور اس سے بڑھکر جو امر شرک تھا اس سے انکار کر دیا۔

آپ نے ایک معنے تو اس آیت کے ایسے کر دیئے جن پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور فی الحقیقت نبی کی شان کے مطابق ہے کیونکہ نبی کا کام یہ نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کو اعجوبے دکھاتا پھرے بلکہ اسکا اصل منصبی کام یہ ہے کہ وہ زیر تربیت لوگوں کو بلند پرواز انسان بنائے۔

خلق طیر سے کیا مراد ہے

چنانچہ اسی بناء پر حضرت اقدسؑ صفحہ ۳۰۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ امی اور نادان لوگ ہیں جنکو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لیکر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا اور پھر ہدایت کی روح پھونکدی جس سے وہ پرواز کرنے لگے" یہ معنے مطابق لغت و محاورہ قرآنی ہیں ہرگز مجاز مراد نہیں لیا گیا۔ اور نہ صرف عن الحقیقۃ کیا گیا ہے چونکہ خلق کی صفت خاصہ ذات باری ہے اسلئے مسیح کے لئے جو خلق آیا ہے تو اسکے معنی خلق کے بہت سے معنوں میں سے وہ لئے جائینگے جو ایک نبی کے مناسب حال ہیں

خلق کے معنی تجویز کرنیکے بھی ہیں جیساکہ آیات مندرجہ ذیل سے ثابت ہے ۱۔ فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین۔ خالق تو ایک ہی ہے پس یہاں اندازہ کرنیکے معنے ہیں ۲۔ خلق کل شیءٍ فقدرہ تقدیراً میں خلق کے معنی کھولدیئے گئے ہیں ۳۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعاً میں بھی خلق کے معنی اندازہ کرنیکے لئے جائینگے کیونکہ ارض میں تو ابد تک خلق ہوتا رہیگا یہ نہیں کہ جو خلق ہوتا تھا ہو چکا یہ عقیدہ تو بدیہات کے خلاف ہے لغت بھی اسکی تائید کرتی ہے دیکھئے تاج العروس میں فصل الخاء من باب القاف۔ الخلق التقدیر وکل شی خلقہ اللّٰہ فھو مبتدئہ علی غیر مثال سبق الیہ لاالٰہ الخلق

والامر تبارک اللہ احسن الخالقین - قال ابن الانباری معناہ احسن المقدرین و قولہ تعالیٰ تخلقون ای تقدرون کذبا و قولہ تعالی اخلقکم من الطین خلق تقدیرہ ولم یرد انہ یحدث معدوماً یعنی اخلق لکم من الطین میں اندازہ و تجویز کرنیکے معنے ہیں (صفحہ ۳۳۵)

انفخ فیہ کے معنی کلام الٰہی سے تربیت کے ہیں مندرجہ ذیل آیت پڑھو انی خالق بشراً من طین فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہٗ ساجدین یعنی میں ایک بشر خلق کر کے اس میں کلام الٰہی نفخ کرونگا - اور تم اسکے فرمانبردار بنجاؤ اور ہر ایک آدمی طین سے ہی پیدا ہوا جس کا مطلب یہ ہے کہ ابتداءً آدمی کی فطرت ایسی ہوتی ہے کہ اسے جس طرز میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں - روح قرآن مجید میں کلام الٰہی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ا - یلقی الروح من امرہ علی من یشاء ۲ وکذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا - طیر کا اطلاق بلند پرواز انسان پر عام ہے اسی لئے مجاہد ونکو بھی طیر کہا گیا دواوین عرب اور حدیث میں اسکی شہادت موجود ہے چنانچہ بعتان فرسہ یطیر مجاہد کی فضیلت میں احادیث میں آیا ہے - اور زمینی لوگو نکو آسمانی بنا دینا ایک بہت بڑا معجزہ ہے اگر آپکے نزدیک یہ معمولی بات ہو تو افسوس ہے ایک آدمی ہی ایسا بنا کر کے دکھائیں

دوسرے معنے وہ ہیں جو عام مفسرین نے بھی کئے ہیں - سو اسے بھی آپ نے معجزہ کی حد تک تسلیم کر لیا

خلق طیر کے معجزہ کی حد تک دوسرے معنے

ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱۰ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف عقلی اور مجازی اور چھوٹی حیات جو عمل الترب کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے ایک جھوٹے جھلک کی طرح اس میں نمودار ہو جاتی ہے - پس اگر اتنی ہی بات ہے تو ہم اسکو پہلے ہی سے تسلیم کر چکے ہیں"

حقیقی حیات سے انکار آپکو اسلئے ہی کہ یہ خلاف ہو آیت واتخذوا من دونہ الھۃ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون ۔ ولا یملکون لانفسھم ضرا ولا نفعاً ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشوراً کے جس میں صاف لکھا ہی۔ کہ جن لوگوں کو انھوں نے معبود بنالیا ہی (اور مسیح بھی ایک قوم کا معبود ہے) وہ کچھ بھی خلق نہیں کرتے اور حیات وموت پر اختیار نہیں رکھتے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا۔ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ کہ وہ ایک مکھی بھی اپنی مجموعی طاقت سے نہیں بنا سکتے چہ جائیکہ ان میں سے کوئی چمگادڑ جتنا بڑا جانور بنائے اور یہ کہنا کہ اللہ کے اذن و حکم سے بناتا تھا اسکا جواب پہلے دے چکا ہوں حضرت اقدس صفحہ ۱۵۱ میں فرماتے ہیں

"معجزہ کی حقیقت اور مرتبہ سے پیامبر باور تر اور ان صفات خاصہ خدا تعالیٰ سے ہی جو کسی حالت میں بشر کو مل نہیں سکتیں معجزہ کی حقیقت یہ ہی کہ خدا تعالیٰ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور امید سے برتر ایک اپنے رسول کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے اور اسکے مخالفین کی عجز اور مغلوبیت جتانے کی غرض سے اپنے ارادہ خاص سے یا اس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور سے جو اسکی صفات وحدانیت و تقدس و کمال کے منافی و مغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی وکالت یا کارسازی کا اس میں کچھ دخل نہ ہو"

خلق طیر کو ہمارے امام نے معجزہ مانا

الغرض جس حد تک مٹی کے پرندے کا اڑنا اور جیسا کہ مفسروں نے لکھا ہے کہ وہ پھر مٹی ہو جاتے قابل تسلیم تھا اور اس میں شرک اور خلاف آیات محکمات کا لازم نہیں آتا تھا اسے حضور نے مان لیا ہے اور مانا بھی معجزہ ہے اسکے معجزہ ہونے سے انکار نہیں کیا چنانچہ ابتدا میں آپ نے معجزہ کی دو قسمیں ٹھہرائی ہیں صفحہ ۳۰۱ سے واضح ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے

ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الہی سے ملتی ہے اور ان دو قسموں میں سے مسیح کے معجزہ کو دوسری قسم کے معجزات سے ٹھہرایا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۳۰۲ "حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا" اور عقلی سے جو آپ کی مراد ہے وہ بھی پہلے ظاہر فرمادی کہ وہ خارق عادت عقل ہوتی ہے جو الہام الہی سے ملتی ہے

پس آپکا یہ اعتراض کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مسیح کے خلق طیر کو آپنے معجزہ نہیں مانا۔ چند اور حوالے بھی عرض کرتا ہوں جن سے ظاہر ہوگا کہ آپ نے اسے معجزہ مانا ہے اور اقرب الی الفہم کرنیکے لئے اسکی تشریح فرمائی ہے کہ قوم اور اس زمانہ کے حالات اور نبی کے قوٰی کے مناسب حال معجزہ دیا جاتا ہے چنانچہ صفحہ ۳۰۳ پر فرمایا "جیسے انسان میں قوٰی موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولٰی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی قوٰی جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے سو انہیں کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اسوقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں آخر کے فقرے میں آپنے معجزات کے منکروں کو سمجھانے کے لئے بتا دیا ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہے پھر آپنے انسان کی روح کی خاصیت کو بتایا ہے کہ اسکی گرمی دوسری چیزوں پر ڈالکر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں" مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ حضرت مسیح مسمریزم کیسی سے کام لیتے تھے بلکہ اللہ نے آپکو یہ مادہ اپنی قدرت کاملہ سے بخشا تھا۔ اور یہ فرق ہے معجزہ اور استدراج میں کہ انبیاء کو جو طاقت ملتی ہے وہ وہبی ہوتی ہے اور صاحب استدراج اس طاقت کو اپنے کسب سے حاصل کرتا ہے اور مقابلہ پر شکست کھاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح کی نسبت حضور صفحہ ۳۲۱ میں لکھتے ہیں "مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اسکو طاقت بخشی

گئی تھی اور فرماتے ہیں" وہ اپنے روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔

مسیح کو یہ عمل پسند نہ تھا کی تشریح

اور یہ جو آپ نے فرمایا۔ کہ مسیح کو یہ عمل پسند نہ تھا سو یہ بھی اس حسن ظن کی بنا پر ہے جو انبیاء علیہم السلام کی ذات ستودہ صفات سے آپکو ہے انبیاء بت پرستی کی تردید کے لئے آتے ہیں اسلئے وہ بت بنانے کو ہرگز پسند نہیں کرتے لیکن جب اس قوم کے مذاق وحالات کے مطابق آپکو ایسے معجزے دکھانے پڑے تو اس ناپسند فعل (بت گری) کو اختیار کرنا پڑا۔ حضرت اقدس نے یہ نہیں لکھا کہ یہ فعل بصورت معجزہ بھی آپ نے ناپسند کیا۔ بلکہ حکم الہی سے پہلے ناپسند تھا۔ اور پھر جب اذن الہی آگیا تو آپنے اختیار فرمالیا چنانچہ اصل عبارت صفحہ ۳۱۰ پر یہ ہے "حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو انکی فطرت میں مرکوز تھی باذن و حکم الہی اختیار کیا تھا ورنہ در اصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا"

انبیاء تو انبیاء انبیاء کے غلام بھی پسند نہیں کرتے کہ مٹی کا بت بنائیں پس مسیح کو یہ عمل کیوں ناپسند نہ ہوتا البتہ یہودیوں کے پست و مادی خیالات کی وجہ سے یہ عمل اختیار کرنا پڑا کیونکہ انکے مذاق کے مطابق انپر اتمام حجت ضروری تھی۔

امام مغفور نے کیوں یہ عمل مکروہ فرمایا

اور یہ جو حضرت اقدس نے اپنے بارے میں تحریر فرمایا کہ "یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلعم نے قدم مارا"

سو اسکا جواب اسی عبارت کے اندر ہے کہ آپنے اس عمل کو مکروہ فرمایا ہے نہ کہ اس معجزہ کو عمل سے مراد مٹی کی تصویر بنانا مسمریزم کسبی ہے اور یہ انبیاء کی شان کے شایان نہیں کہ وہ مسمریزم سیکھتے اور اسکی مشق کرتے پھریں اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مسیحؑ نے اسے

باذن وحکم الٰہی (دیکھو صفحہ ۳۰۸ ازالہ) شروع کیا تھا مگر ہماری مسیح موعود کے لئے کوئی اذن اور حکم نہیں آیا پس ضرور تھا کہ آپ اپنی شان نبوت کے لحاظ سے مکروہ اور قابل نفرت سمجھتے مثلاً خفیہ کمیٹیاں انما النجوی من الشیطن کے ماتحت ایک شیطانی فعل ہے مگر اسوقت بنی اسرائیل کے لئے خدا نے اس فعل کو پسند فرمایا۔ اور انہیں حکم دیا کہ وہ ہاروت ماروت سے وہ علم سیکھیں جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈالدیں۔ جدائی ڈالنا ایک مکروہ وقابل نفرت فعل ہے مگر اسوقت اذن الٰہی سے ایک جائز فعل ہوگیا لیکن جب ضرورت جاتی رہی اور بنی اسرائیل اسکے ذریعہ قید سے رہا ہوکر پھر اپنے ملک میں آباد ہوگئے تو پھر یہ فعل حرام ہوگیا +

علاوہ ازیں یہ بھی جتنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ تابع شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اس میں تصویر و بت بنانا حرام ہے ۱۔ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اشد الناس عذابًا یوم القیٰمۃ الذین یضاھون بخلق اللہ (متفق علیہ) ۲۔ سمعت رسول اللہ یقول۔ قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی الحدیث (متفق علیہ) ۳۔ سمعت رسول اللہ صلعم یقول اشد الناس عذابًا عند اللہ المصورون (متفق علیہ) ۴۔ وعن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل مصور فی النار الحدیث (متفق علیہ) جب شریعت اسلامیہ میں سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا۔ جو اللہ کی پیدائش سے مشابہت کرے اور سب سے زیادہ ظالم وہ ہے جو اللہ کے خلق سا خلق کرے۔ تو پھر حضرت اقدس اس عمل کو اگر حرام بھی فرماویں تو بالکل جائز ہے مگر آپ نے بہت ادب سے کام لیا ہے کہ آپ نے اسے صرف مکروہ اور قابل نفرت فرمایا آپ بھی مسلمان ہونیکے مدعی ہیں ایمان سے کہئیے آپکو اگر کوئی کہے کہ مٹی گوندھ کر ایک چڑیا کا بت بناؤ تو آپ بنا دینگے یا اسے حرام اور قابل نفرت اور مکروہ کہینگے ہ حضرت نے یہ نہیں

فرمایا کہ الٰہی حکم آنے پر بھی میں اسی مکروہ سمجھتا ہوں فتدبر

اہل سنت لاتفرق کے عملاً قائل نہیں

اور یہ جو آپ نے لکھا ہو کہ اہل سنت لا نفرق بین احد من رسلہ پر صد فی صدی عامل ہیں بالکل غلط ہی کیونکہ مسیح میں سات باتیں ایسی آپ لوگ مانتے ہیں جو دوسرے انبیاء میں نہیں پائی جائیں (١) تائید روح القدس (٢) خالق الطیور ہونا (٣) مردوں کو زندہ کرنیوالا (٤) دو ہزار سے تمام آدمیوں کے خلاف آسمان پر بیٹھنے والا (٥) ایسا نبی جس کے ہاتھ سے تمام جہان کے لوگ مسلمان ہو جائینگے (٦) لا یزال و لا یموت زمانہ کے اثر سے محفوظ (٧) غیب کا جاننے والا آپ نے تو کھلے الفاظ میں ایک رسول کا انکار کیا آخر منکر جس رسول کا انکار کرتا ہے اسے رسول تو نہیں مانا کرتا قربان جایئے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جب ابن صیاد جیسے کذاب نے آپکے سامنے جرأت کی اور کہا اتشہد انی رسول اللہ تو اسکا انکار صاف نہ فرمایا بلکہ فرمایا میں نے تمام رسولوں کو مانا ہی صلے اللہ علیہ وسلم (دیکھو مشکوٰۃ)

تیسرے نمبر

میں آپ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام ایک نبی صاحب کتاب ناسخ سابقہ شریعت نہ تھے اور احمدی لٹریچر میں اسی موسٰی کا خلیفہ قرار دیا ہی

مسیح حضرت موسیٰؑ کا خلیفہ تھا

احمدی مذہب اس بارے میں نہایت درست ہی یہ کیا خلاف اجماع یا خلاف کتاب و سنت ہے قرآن کے منکر کو کافر فرمایا اور اسکے قوانین سلطنت کے منکر کو ظالم اور انجیل کے مخالف کو فاسق فرمایا ہی غور کرو اول انجیل کے معنے بشارت کے ہیں۔ اور ہر نبی پر بشارات نازل ہوتی رہیں۔ اور اس اعتبار سے ہر نبی صاحب کتاب کہلا سکتا ہی دوم انجیل متی میں حضرت مسیح کا قول درج ہی باب ٥ آیت ١٧ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنیکو آیا میں منسوخ کرنیکو نہیں بلکہ پوری کرنیکو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین بس ٹل جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ

پورا نہ ہو"

کتب سابقہ کن معنوں میں محرف ہیں اور یہ کہنا کہ یہ محرف کتابوں کا حوالہ ہیں منظور نہیں غلط ہی کیونکہ خود قرآن مجید میں توریت و انجیل سی حوالہ دیا گیا ہی ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل آیات

۱- وعندهم التوراة فيها حكم الله يحكم بها النبيون

۲- فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون مفسرین نے لکھا ہی کہ اہل الذکر سے مراد اہل التورات والانجیل الیهود والنصاری ہی ۳- الذين يتبعون الرسول النبي الامي . الذي يجدونه مكتوبا عندهم في التوراة والانجيل - کیا آپ تورات وانا جیل کے متعلق بشارات موجودہ متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں ۴- قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين

تفسیر فتح البیان میں لکھا ہی کہ تورات و انجیل جو یہود و نصاریٰ کے پاس ہی اسکے بارے میں اختلاف ہی کہ آیا اسکے الفاظ محرف ہیں یا ان الفاظ کے معانی بدلے گئے پس ایک گروہ فقہاء و محدثین کا اسطرف گیا ہی کہ معنی کرنے میں تحریف ہوئی ہی اور امام بخاری اور امام فخر الدین رازی کا بھی یہی مذہب ہے اگر لفظاً مبدل تھیں تو نبی کریم صلعم کو اسکے ساتھ احتجاج کا حکم نہ ہوتا۔ اصل عبارت یہ ہے اعلم ان التوراة والانجيل الذين عند اليهود والنصارى الآن اختلف فيها هل هما مبدلان و محرفان لفظاً او تاويلاً فذهب طائفة من الفقهاء والمحدثين الى ان ذلك انما وقع في التاويل فقط كما صرح به البخاري واختاره الفخر الرازي وغيره- لقوله تعالى فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين وهو امر للنبي بالاحتجاج بها والمبدل لا يحتج بها

قرآن سے پہلے تورات کتاب تھی سوم- قرآن مجید میں بھی تدبر کرنیسے یہی معلوم ہوتا ہی کہ شریعت رسول اللہ صلعم سے پہلے صرف کتاب موسیٰ ہی تھی اور جس قدر نبی آئے

ہیں وہ اسی شریعت کے مؤید و مصدق تھے مندرجہ ذیل آیت پڑھیئے ۱- افمن کان علیٰ
بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما
ورحمۃ (ہود ۲) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام و رحمت تھی ۲- ومن قبلہ
کتٰب موسیٰ اماما ورحمۃ وھذا کتٰب مصدق لسانا عربیا لینذر
الذین ظلموا وبشریٰ للمحسنین (الاحقاف ۲۶) ۳- اور اسی سورہ کے آخر
میں قالوا یقومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا
لما بین یدیہ یھدی الی الحق والیٰ طریق مستقیم ہمنے ایک کتاب
سنی جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی*

ان ہر سہ آیات سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے پہلے کتاب توریت ہی تھی اور انجیل تو صرف
نبی کریم صلعم اور قرآن مجید کی بشارت ہے اور انجیل پہلی شریعت کی ہرگز ناسخ نہ تھی جیسا کہ
آپ نے ظاہر کیا ہے کیونکہ قرآن مجید پارہ ۶ رکوع ۱۱ میں پہلے فرمایا انا انزلنا التوراۃ
فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا-
ہمنے توریت اتاری جس میں ہدایت و نور ہے ہمارے فرمانبردار نبی اسی کے مطابق یہودیوں میں
فیصلہ کرتے) اور آگے چل کر فرمایا وقفینا علیٰ اثارھم بعیسی ابن مریم
مصدقا لما بین یدیہ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ان فرمانبردار پیغمبروں کے
قدم بہ قدم چلایا-

پیش کردہ آیات کا جواب باقی رہا یہ کہ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم حضرت
عیسیٰ کے لئے آیا ہے سو واضح ہو یہودیوں پر دو قسم کی چیزیں حرام تھیں
ایک وہ جو بطور شریعت کے انپر حرام تھیں جیسے اہل اسلام پر بھی ہیں- اور ایک وہ جو انکی
شرارتوں کی وجہ سے عقوبۃً انپر حرام کر دیگئی تھیں احل لکم بعض الذی حرم
علیکم سے وہ بعض مراد ہیں- چنانچہ پارہ ۶ رکوع ۲ میں فرمایا- فبظلم من الذین

ھاد واحرمنا علیھم طیبٰت احلت لھم (یہود کے گناہ کے سبب وہ پاکیزہ چیزیں جو انپر حلال کی گئی تھیں ہمنے حرام کردیں) طیبات کبھی حرام نہیں ہوتیں۔ بلکہ طیبات پر حرام کا اطلاق ہو نہیں سکتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے عقوبت کے طور پر ان حلال و طیب چیزونکو ان سے روکدیا۔ جیساکہ آیت مندرجہ بالا سے واضح ہے

لاحل لکم کیا مراد ہے

دوسرا جواب یہ ہے کہ حرم علیکم بصیغہ مجہول ہے پس معنے یہ ہوئے کہ انکے علماء و احبار نے جو اشیاء از خود انپر حرام کردی تھیں حضرت عیسیٰ نے انکی حلت کو واضح کردیا اور بتایا کہ یہ تو تمہارے لئے حلال ہیں ابن کثیر صفحہ ۲۲۸ میں زیر آیت ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم لکھا ہے انما احل لھم بعض ما کانوا یتنازعون فیہ خطاء وانکشف لھم من الغطاء فی ذلك کما فی الاٰیۃ الاخریٰ ولابین بعض الذی تختلفون فیہ یعنے جن چیزونکی حلت و حرمت میں تنازعہ تھا۔ ان میں فیصلہ کردیا۔ اور فتح البیان میں ہے انما احل لھم ما حرمتہ علیھم الاحبار ولم تحرمہ التوراۃ جلد۲ صفحہ ۲۴۵ یعنی احبار نے جو حرام کردیا تھا اور تورات نے حرام نہیں کیا تھا اسکی حلت کو واضح کیا۔ یہی حقیقی معنے اور میرے نزدیک صحیح ہیں۔ اور انجیل تو ہرگز شریعت کی کتاب نہیں۔ اور اس میں ہم بھی متفرد نہیں۔ بلکہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ صفحہ ۲۵ جلد اول میں بھی یہ عقیدہ درج ہے کہ التوراۃ فیھا احکام والانجیل فیھا مواعظ و امثال تورات میں شریعت کے احکام ہیں اور انجیل میں فقط نصائح اور کہاوتیں

ویحکم سے استدلال صحیح نہیں

۲۔ اور ولیحکم اہل الانجیل بما انزل فیہ سے بھی یہ استدلال نہیں ہوسکتا کہ انجیل میں شریعت ہے ورنہ لازم آئیگا۔ کہ اہل الانجیل کو قرآن کا ماننا ضروری نہیں کیونکہ انکو بقول آپکے قرآن ہی نے حکمدیدیا۔ کہ اپنی شریعت پر چلو پس مراد اس آیت سے تصدیق رسالت آنحضرت صلعم ہے جنکی پیشگوئی انجیل میں شرح و بسط کے

کیساتھ مذکور ہو اور قرآن مجید میں اسکا بھی حوالہ گیا ہے

چوتھے نمبر میں آپ نے ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۹ کا حوالہ دیا ہے کہ اس میں لکھا ہی بحوالہ تورات چار سو نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکلی اور پھر سلاطین باب ۱۸ و ۲۲ کے ملاحظہ سے آپ دور کی کوڑی لائے ہیں کہ وہ چار سو نبی لعل بت کے پوجاری تھے جو نبی کہلاتے تھے اور خدا کے نبی نہ تھے

جواب سخن شناس نئی صوفیا خطا اینجا است کاش آپ ازالہ اوہام کا یہ حصہ بغور پڑھتے اور حضرت اقدس کا منشاء دیکھتے وہاں آپ کو یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری کوئی پیشگوئی جھوٹی نکلی تو کیا ہوا چار سو نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکلی تھی بلکہ امام کا مقصد بھی وہ ہی جو آپ بڑے غور کے بعد سمجھے ہیں

وہ چار سو نبی کون تھے سنئے صفحہ ۶۲۷ پر یہ عنوان ہی حضرات غزنوی اور مولوی محی الدین صاحب کے الہامات کے بارے میں کچھ مختصر تحریر اسکے آگے حضور نے اس گروہ کے الہام لکھے ہیں کہ مجھے کہتے ہیں یہ شخص جہنمی ہو سیصلیٰ نارا ذات لہب وغیر ذالک

اب اس بارے میں حضور فرماتے ہیں کہ "الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی" اور جب دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہو کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی بُرا یا بھلا بطور الہام مجھ معلوم ہو جائے تو شیطان اسوقت اسکی آرزو میں دخل دیتا ہے × × × اور در اصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے پس اسی طرح ان مخالفین متذکرہ بالا کو بھی شیطانی کلمہ القا ہوا ہی اور اسکی مثال فرماتے ہیں کہ دیکھو سلاطین اول باب ۲۲ آیت ۱۹ میں لکھا ہی کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اسکی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا اسکا سبب یہ تھا کہ در اصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا۔ اور ان نبیوں نے دھوکہ کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا" یعنی جیسے ایک سچے خدا کے نبی کے مقابل میں چار سو نبی کا الہام شیطانی ثابت ہوا۔ اسی

طرح تمہارے الہامات اے مخالفین مندرجہ عنوان ناپاک روح کی طرف سے ہیں نوری فرشتے کی طرف سے
نہیں اور تم نے دھوکا کھا کر انکو ربانی سمجھ لیا۔ آپ نے ہرگز نہیں لکھا کہ وہ نبی خدا کے نبی تھے
بلکہ توریت کے حوالہ سے نبی کا لفظ لکھا اور توریت میں صاف ظاہر ہے کہ وہ نبی بعل بت کے
پجاری تھے اسلئے آپ نے کوئی تشریح نہیں فرمائی نہ ضرورت تھی کیونکہ خدا کے نبیوں کے بارے
میں تو آپ اپنا عقیدہ ظاہر فرما چکے ہیں کہ انکے الہامات نوری فرشتے کی طرف سے ہوتے ہیں
اور احیاناً دیکھو صفحہ ۲۲۸ "یہ دخل کبھی انبیاء
اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے" پھر اس سے آگے آپ نے رحمانی
و شیطانی الہامات میں جو فرق ہے اس پر ایک لطیف بحث فرمائی ہے

شیطان نوری فرشتے کے لباس میں کن لوگوں کو دھوکا دیتا ہے

پس میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ احمدی لٹریچر نے تاریخی واقعہ کی
تحقیق میں ہرگز ٹھوکر نہیں کھائی۔ بلکہ آپ نے اصل مطلب سمجھنے
میں ٹھوکر کھائی اور یہ بھی صحیح ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے
پاس آجاتا ہے آپ لکھتے ہیں کہ قرنطیوں خط دوم میں جھوٹے رسولوں اور مکاروں کا صاف
ذکر ہے اور "بعض اشخاص" نہیں۔ یہ اعتراض آپکا جب صحیح ہوتا کہ حضرت اقدس کل اشخاص
تحریر فرماتے یا بعض اور جھوٹے رسولوں میں کوئی تناقض ہوتا کیا جھوٹے رسول بعض اشخاص
نہیں اور کیا حضرت اقدس ان نبیوں کو خدا کے نبی کہتے ہیں جنھوں نے اس سچے نبی کے
مقابل میں پیشگوئی کی تھی۔ پھر اصل عبارت مندرجہ قرنتیوں ۲ باب ۱۱ آیت ۱۴ یہ ہے کہ یہ تعجب
نہیں کہ شیطان بھی اپنی صورت کو نوری فرشتے سے بدل ڈالتا ہے اور بس۔ اور جس حالت میں
سلاطین باب ۲۲ کا حوالہ حضور نے دیا ہے تو پھر کسطرح گمان ہو سکتا ہے کہ یہ چار سو خدا کے نبی
تھے آیت ۶ میں ہے تب شاہ اسرائیل نے اس روز نبیوں کو جو قریب چار سو آدمی کے قریب
تھے اکٹھا کیا۔ اور ... آیت ۷ میں ہے پھر یہو سفط بولا انکے سوا خداوند کا کوئی نبی ہے۔ اور
سلاطین ۱ باب ۱۸ میں ہے اور بعل کے ساڑھے چار سو نبیوں کو اور جنھوں کا کلام بھی صادق نبی کے

کے مقابل جھوٹے نبیوں کی بابت ہو اور نبی کہتے ہیں غیب کی خبر دینے والیکو۔ نبی اللہ کہتے ہیں جو اللہ سے غیب کی خبر دے آپکا اعتراض کچھ وقعت نہیں رکھتا جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں کہ ازالہ اوہام کے اسموقعہ پر سچے نبیوں کو شیطانی الہامات ہو جانے اور ان پر پختہ رہنے کا ذکر ہے وہاں تو آپ اپنے مخالف الہام پیش کرنیوالے کو بتاتے ہیں کہ ہر صادق کے مقابل کاذب نبی بھی اٹھا کرتے ہیں مگر وہ منہ کی کھاتے ہیں اور انکی پیشگوئی جھوٹی نکلا کرتی ہے جیسی کہ مخالف کی خربت خیبر وغیرہ جھوٹی نبوت نکلی

[بعض محققین کے نزدیک وہ نبی مفتری علی اللہ نہ تھے]

جہانتک آپکے سوال کا تعلق تھا یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ لیکن اگر پھر بھی کوئی کہے کہ جب وہ نبی جھوٹے نبی تھے اور بعل بُت کے پجاری تھے تو حضرت اقدس نے کیوں کھولکر نہ لکھدیا تو اسکے جواب میں عرض ہے کہ بائبل کے مفسرین میں اسبات کا اتفاق نہیں کہ وہ نبی جھوٹے ہی تھے یا بعل کے ہی پجاری تھے اسلئے آپ نے وہی لفظ لکھدیا جو اصل تورات میں تھا ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل تحقیقات

بائبل کی کئی ایک تفاسیر لائبریری میں اور پادریوں کے ہاں دیکھی گئیں۔ پادری مفسرین کا میلان اسطرف ہے کہ وہ ۔۔ ۴۰۰ نبی کاذب تھے یا کم از کم اُسوقت کاذب ثابت ہوئے مگر کوئی مفسر مفصل اور کافی اس بحث پر نہیں لکھ سکا۔ صرف اشارے کر کے چھوڑ جاتے ہیں کہ غالباً جھوٹے ہونگے۔ لائبریری میں ایک کتاب ڈکشنری آف کرائسٹ اینڈ گاسپل ملی ہے (Dictionary of Christ & Gospel) اسکے جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ میں اس مضمون اور مقام کے متعلق لکھا ہے جن انبیاء کو نبی کاذب لکھا گیا ہے۔ "وہ دراصل مفتری علی اللہ نہ تھے جو لوگوں کے مذہبی احساس سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں بلکہ وہ دراصل ایسے لوگ تھے جنکا کام تو نبوت ہی تھا لیکن منشائے ایزدی کے مفہوم کو پانے کے لئے کافی روحانی استعداد اُن میں نہ تھی"

ٹامس سکاٹ اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ جو جھوٹے نبی تھے انکو تو الیاس نے قتل کر دیا

تھا۔ شاید یہ چارسو ان میں سے بچکر نکل آئے ہوں مگر یہ بات مفسر کی غلط ہی کیونکہ ۸۵۰ تو سارے ہی تھے اور الیاس نے تو اپنی طرف سے سارے ہی قتل کرا دیئے تھے بچنے والونکی تعداد ۴۰۰ نہیں ہو سکتی امریکہ کے بعض پادریونکی کیمیٹی نے ملکر ایک تفسیر لکھی ہی جسکا نام ہے An exposition of the Bible اسکی جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ پر لکھا ہے یہ چارسو نبی یہوداہ کے نام پر نبوت کرتے تھے مگر اسموقعہ پر وہ جھوٹے ہوئے اور بادشاہ کا پہلے کہنا کہ ان چارسو کے سوائے کوئی اور بھی یہوداہ کا نبی ہی یہ ظاہر کرتا ہی کہ وہ یہوداہ کے نبی تھے

بعل کے نبی اور تھے

۴۰۰ نبی جنکا ذکر ۱ سلاطین باب ۲۲ میں ہی اور تھے اور جو بعل کے نبی تھے وہ اور تھے بعل کے نبیونکا ذکر ۱ سلاطین باب ۱۸ میں ہی اور انکی تعداد ۴۵۰ تھی بعل کے نبی اپنی نبوت بعل کے نام پر کرتے تھے لیکن اول الذکر نے جو نبوت کی ہے اس میں نہوں نے خدا کا نام لیا ہی اور بادشاہ نے بھی انکے متعلق یہی الفاظ بولے ہیں کہ کیا خداوند کا کوئی اور نبی بھی ہی ہاں انکی پیشگوئی غلط ہوئی

پیشگوئی کے متعلق

مگر پیشگوئیوں کا پورا نہ ہونا کسی نبی کے جھوٹا ہونیکی دلیل نہیں ہو سکتا توریت اور طالمود سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ پیشگوئی جسطرح سے کیجائے اسطرح اسکا پورا ہونا ضروری نہیں یرمیاہ باب ۱۸ آیت ۷-۱۰ میں صاف لکھا گیا ہی کہ خداتعالے اگر کسی قوم کو برکت کا وعدہ دیتا ہی مگر بعد ازاں اسکی بدعملیوں کے سبب وہ وعدہ پورا نہیں ہوتا اور کسی قوم کو عذاب کا وعدہ کرتا ہے مگر پھر اسکی نیکی کے سبب معاف کر دیتا ہے پس ہر دو قسم کے وعدے جنکی پیشگوئی کیجاوے ٹل سکتے ہیں اور اسکی مثالیں یہودیوں کی تاریخ میں بہت پائی جاتی ہیں ہر ایک پیشگوئی دراصل شرطی ہوتی ہے خواہ اسکے ساتھ شرط ہو یا نہ ہو۔ بعض پیشگوئیاں ایسے رنگ میں پوری ہوتی ہیں کہ پیشگوئی کے اصل الفاظ بالکل پورے نہیں ہوتے اسرائیل کے متعلق بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں پیشگوئی کے مذکورہ

مقام بلکہ قوم کا لحاظ بھی نہیں رکھا گیا۔ پیشگوئی کے پورا ہونیکے وقت اسکے اصل الفاظ کو پکڑنا ضروری نہیں ہوتا اور میعاد میں بھی غلطی لگتی ہے۔ قیامت کی پیشگوئی کی میعاد سمجھنے میں یسوع کو بھی غلطی لگی جن نبیوں کو محاورہ توریت اور طالمود میں کاذب کہا گیا ہے وہ بھی دراصل کاذب اور مفتری علی اللہ نہ تھے اس اصطلاح کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے عبرانیوں میں نبی دو قسم کے ہوتے تھے ایک نہایت شاندار تھے دوسرے ادنیٰ درجہ کے ادنیٰ درجہ کے انبیاء نبوت کے پانے اور سمجھنے میں بعض دفعہ غلطی کرتے تھے اسواسطے انکا نام کاذب نبی ہوا اور نہ انکی عزت قوم میں بہت ہوتی تھی اور وہ نبی ہی کہلاتے تھے۔ صحیح معنوں میں جھوٹے نبی وہ کہلاتے تھے جو خدا تعالےٰ کے سوائے غیر معبودوں کے نام پر نبوت کرتے ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا بیبلی کا جلد ۳ کالم ۳۸۷۵ اور طالمود سینڈیم جلد ۱ حصہ ۳۰ اور جیواش انسائیکلو پیڈیا جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳

پانچویں نمبر میں آپنے محض بدظنی سے کام لیا ہے کہ ہم سائنس کا سہارا لیکر بعض خرق عادات کا انکار کر دیتے ہیں

ہم معجزات کے منکر نہیں ہیں	حضرات! معجزات او ہمہ حق اندو راست + ہرچہ زو ثابت شود ایمان ما راست۔ جو بات قرآن مجید سے احادیث صحیحہ سے الہام الٰہی سے روایات

متواترہ سے ثابت ہو ہم ہرگز اسکا انکار نہیں کرتے ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ مادی علوم سے معجزات سمجھے جاسکتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو انسان کبھی انپر ایمان لانیکے لئے مکلف نہ ہو ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً کو کبھی عدم امکان خرق عادت کی دلیل میں ہماری طرف سے پیش نہیں کیا گیا البتہ ہمارا مسلک یہ ضرور ہو کہ جب قرآن و حدیث سے کوئی امر ثابت ہوجائے تو سائنس وغیرہ مادی علوم کو بطور شواہد پیش کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی بات کے ماننے سے بعض آیات قرآنی کا یا احادیث صحیحہ کا انکار لازم آتا ہو۔ تو پھر سائنس وغیرہ کو اسکی تائید میں خصم پر عقلاً و نقلاً حجت کرنیکے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ مگر

سائنس کو ہم کسی حال میں قرآن مجید پر تو کجا حدیث صحیح بلکہ قول امام پر بھی مقدم نہیں کرتے اور ہرگز نہیں کرتے۔

مسیح کے مع الجسد آسمان پر جانیکا انکار قرآن مجید کے مطابق ہے

مسیح کے مع الجسد آسمان پر چڑھائے جانیکا ہم اسلئے انکار نہیں کرتے کہ وہ سائنس کے خلاف ہی بلکہ اسلئے کہ قرآن مجید اسکو بشر رسول کے خلاف سنۃ اللہ اور ممتنع قرار دیتا ہے مندرجہ ذیل آیات پڑھئے ۱۔ فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون (اعراف ۲۶) اسی زمین کے کرہ میں تم زندہ رہوگے اسی میں مروگے اسی سے نکالے جاؤگے ۲ الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا (مرسلات) کیا ہمنے زمین کو زندہ مردوں کے سمیٹنے والی نہیں بنایا ۳۔ ولکم فی الارض مستقر اور تمہارے لئے زمین ہی میں رہنے کی جگہ ہے

رفع سے کیا مراد ہے

لسان العرب میں الرافع فی اسماء اللہ یرفع المؤمنین بالاسعاد واولیاءہ بالتقریب اسکا نام رافع ہے کہ وہ مومنوں کو اور اپنے اولیاء کو مقرب بارگاہ بنانے سے رفع دیتا ہے اور مسلم میں حدیث ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ جو اللہ کے لئے تواضع کرے اللہ اسے رفع دیتا ہے اور قرآن شریف کی آیت ولو شئنا لرفعناہ بہا میں جمیع مفسرین نے رفعہ الی منازل الابرار تحریر کیا ہے۔ الیہ سے آسمان مراد لینا بالکل محاورات قرآنیہ کے خلاف ہے اور زیادۃ علی کتاب اللہ ہے جیسے انا للہ وانا الیہ راجعون اور ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ قول وقال انی ذاہب الی ربی (سورہ والصافات) اور ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ تو کیا سب لوگ آسمانپر ہی چلے جاتے ہیں حضرت مسیح کے لئے بھی انی متوفیک ورافعک ہے یعنے انہیں جو رفع دیا وہ توفی (موت) کے بعد ہوگا اور رفع روح ہی کا ہوتا ہے نہ کہ جسم کا چنانچہ فرماتا ہے والیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ پاک کلمے اسکی طرف چڑھتے ہیں اور عمل صالح اسکو رفع دیتا ہے۔ مدارک التنزیل میں

ہی العمل صالح یرفعہ العامل ویشرف خدا تعالےٰ آسمان پر محدود نہیں کہ اسکی
طرف رفع کے نیچے آسمان پر جانا لازم آئے وھو معکم اینما کنتم اور آسمان پر چڑھنا قرآن
مجید میں تو محل ذم میں آیا ہے آپ کیوں اسپر زور دیتے ہیں فرماتا ہے ومن یرد ان یضلہ
یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء اور جسکے لیے
میں ارادہ فرمائے کہ اسے گمراہ مقرر کرے اسکا سینہ تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے
(انعام) آپ لو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون سے
امکان رفع الی السماء ثابت کرتے ہیں تعجب ہے کہ ہم خدا کی قدرت کے سامنے کب اسکا امکان
نہیں مانتے مگر یہاں بحث تو اس امر میں ہے کہ رفع مع الجسد الی السماء ماننے سے بہت
سی آیات کا انکار لازم آتا ہے اور نہ یہ سنت اللہ ہے

قیاس کو نص پر ترجیح نہ دو | پھر آپکی اس عجیب منطق کا نتیجہ بہت خطرناک ہے سنیئے لو کان فیھما
آلھۃ الا اللہ لفسدتا میں کیا امکان الٰھہ لازم آتا ہے اور ہم تو آپ کو فساد
بھی دکھا دیتے ہیں ظھر الفساد فی البر و البحر اور فرماتا ہے یوم تبدل الارض
غیر الارض والسمٰوات (ابراہیم ۱۹۶) تو کیا اس سے تعدد الٰھہ لازم آجائیگا پھر اس قسم
کے قیاسات کا آپکو کیا حق ہے حضرت ابو الانبیاء کے معاملہ پر غور فرمائیں جب امام بنائے گئے
تو عرض کیا ومن ذریتی تو جواب ملا لاینال عھدی الظّٰلمین اس سے یہ قیاس فرما کر
کہ ظالموں کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمت نہیں دوسری دعا میں وارزق اھلہ من
الثمرات من اٰمن منھم باللہ والیوم الاٰخر عرض کیا یعنی من اٰمن
کی قید لگا دی تو جواب ملا ومن کفر فامتعہ قلیلا گو میں کافروں کو بھی کچھ فائدہ
دونگا یہ ہے قیاس کا حال اور آپ تو ایک امتی ہیں سوم خسف کے معنے ذلت کے بھی ہیں ایک
مصرعہ ہے ان سیم خسفا وجھہ متربدا پس قارون ذلیل ہوا نہ یہ کہ وہ زمین میں
دھس گیا مسمرائیزر چونکہ آٹھ فٹ تک اوپر اٹھ سکتے ہیں اسلیے مسیح آسمان پر چڑھ گئے عجیب

منطق ہے ایک میل اوپر جانسے جسم آسمانی پاش پاش ہوجاتا ہے یہ حضرت کو معلوم نہیں۔ اور قارون کے خسف کے نظائر تو ابتک موجود ہیں کیا اللہ جس پر خوش ہو اسے مع الجسد آسمان پر اٹھا لیا کرتا ہے یہ تو اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بھونچال آیا زمین پھٹی اور گاؤں کے گاؤں دھس گئے کیا کبھی یہ بھی سنا ہے کہ اللہ جس پر راضی ہوا اسے جسم سمیت آسمان پر اٹھا لیا۔ مفسرین تو حضرت عیسیٰ کے بارے میں بھی رفع کے معنے لکھتے ہیں کہ عزت اور بزرگی دینی (۱) معناہ رافعك الى كرامتى كما قال حكاية عن ابراهيم انى ذاهب الىٰ ربّى سيهدين (مجمع البيان) (۲) رافعك الى محل كرامتى ومقر ملٰئكتى ط (روح البیان تفسیر ابو سعود)

احیاء موتیٰ سے کیا مراد ہے

احیاء موتیٰ کا انکار بھی ہم صرف اس صورت میں کرتے ہیں کہ جو حقیقی موت سے مرچکے اور دنیا سے انکا تعلق قطع ہوگیا پھر انکو ایسا زندہ کرنا کہ حیوٰۃ تعیش انمیں پیدا ہوجائے یہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا بدلیل مندرجہ ذیل آیات ۱۔ انا نحن نحی ونمیت ہم ہی زندہ کرتے ہم ہی مارتے ہیں ۲۔ انا نحن نحی الموتیٰ ہم ہی مردوں کو زندہ کرینگے ۳۔ قول حضرت ابراہیم ربی الذی یحی ویمیت اور یہ بھی روز قیامت ہوگا ثم انكم بعد ذالك لميتون ثم انكم يوم القيمة تبعثون

ہم کس احیاء موتیٰ پر ایمان لائے ہیں

احیاء تین قسم ہے احیاء اللہ کا احیاء کفار کا احیاء انبیاء کا پس ہر ایک کے مناسب حال معنی ہونگے جو احیاء نبیوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ موت کفر سے حیات ایمان بخشتا ہے اور اسکا استعمال قرآن کریم میں کئی جگہ آیا ہے جیسے انك لا تسمع الموتیٰ نمل/۲۶ ۲۔ افمن كان ميتا فاحيينٰه وجعلنا له نوراً يمشى به فى الظلمٰت پ ۸ ع ۲ پس کیا جو مردہ ہو پس زندہ کیا اسے اور اسکے لئے نور بنایا کہ اسکے ساتھ ظلمات میں چلے ۳۔ یا ایها الذین اٰمنوا استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم انفال ۶۳ اے مومنو! اللہ اور اسکے رسول کی مانو جب تمہیں زندہ

کرنیکے لئے بنائے پس یہ احیاء موتیٰ ہم مانتے ہیں جو آپ کہتے ہیں وہ قرآن مجید سے ثابت نہیں اگر ہو تو دکھائیے

چھٹے نمبر میں آپنے فرمایا ہے کہ احمدی لٹریچر میں غیر تشریعی نبوت کا مسئلہ ایجاد ہوا ہے (ب) کتب اہل سنت میں اس کا ذکر تک نہیں (۳) خاتم النبیین کی تشریح مندرجہ ذیل احادیث اسکی تفسیر کرتی ہیں

جواب غیر تشریعی نبوت کا مسئلہ احمدیوں نے ہرگز ایجاد نہیں کیا بلکہ انکا وہی مذہب ہے جو محققین اہل سنت کا ہے

نبی سے کیا مراد ہے | اور انکے فضلاء و صوفیاء و اولیاء کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے اور کثرت مکالمہ مخاطبہ اور خدا سے غیب کی خبر پا کر اطلاع دینے والے کو نبی کہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدسؑ کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ بھی اپنی نبوت سے یہی مراد لیتے ہیں ملاحظہ ہو آپ کی کتاب چشمہ معرفت مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء (وفات سے ۱۱ دن پہلے) صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵ "میں اسکے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اسپر ختم ہیں اور اسکی شریعت خاتم الشرائع ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اسکا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے × × × جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اسکو عطا کرتا ہے جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے یہ اسلئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے × × × نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالےٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں اس سے

لہ میاں حسن صاحب پھلواری بھی اپنے رسالہ ختم نبوت میں لکھتے ہیں "ہمارے بزرگوں میں بہتیرے ایسے نفوس قدسیہ گزرے ہیں جو مکالمہ مخاطبہ الٰہی سے سرافراز ہوتے ہیں"

بڑھکر کچھ نہیں ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکل ان یصطلح سو خدا کی اصطلاح یہ ہے کہ کثرت مکالمات مخاطبات کا نام اسنے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں غیب کی خبریں دیگئی ہوں اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت ہے اس اقتباس کو غور سے ایک خدا ترس دل لیکر پڑھے جس نبوت کا حضور مغفور کو دعویٰ ہے اسکی حقیقت آپنے واضح کردی ہے اور اسپر کوئی اعتراض نہیں آ سکتا کیونکہ اسکے تو اہل سنت وجماعت قائل ہیں بلکہ وہ تو آنحضرت صلعم کے بعد انبیاء کے آنیکا عقیدہ رکھتے ہیں اور ہم تو صرف ایک ہی پر اس لفظ نبی کا اطلاق کرتے ہیں

نبی کا خطاب صرف مسیح موعود کے لئے	ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ "پس اسوجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق

نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جائے"

اور یہ بھی اسلئے کہ حدیث میں مسیح موعود کے لئے یہ لفظ آیا ہے مشکوٰۃ باب العلامات بین یدی الساعۃ حدیث النواس بن سمعان صفحہ ۴۶۵ ویحصر نبی اللہ عیسی واصحابہ × × غیر غب نبی اللہ عیسی واصحابہ × × × ثم یھبط نبی اللہ عیسی واصحابہ الی الارض دیکھ لیجئے آنیوالے عیسیٰ کو نبی اللہ فرمایا ہے اسلئے آپکو حضرت مرزا صاحب کے نبی اللہ کہلانے پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے باقی یہ امر بحث طلب رہ جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود تھے یا نہیں جسکا ثبوت ہمنے دیا اور دینے کو تیار ہیں آپکو یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ وہ نبی اللہ کیوں بنتے ہیں کیونکہ حدیث میں انکے لئے یہ لفظ آچکا ہے

خاتم النبیین کے بعد کن معنوں میں ہم نبی کے قائل ہیں"	آپکا عقیدہ البتہ اس بارے میں خطرناک ہے کیونکہ آپ اس مسیح ناصری کے دوبارہ آسمان سے بجسدہ العنصری اترنے کے قائل ہیں جو یقیناً فوت ہو چکے ہیں چونکہ وہ نبی ہیں اور آپکے نزدیک صاحب شریعت

بھی اسلئے آنحضرت صلعم کے بعد اگر نبی آخر الزمان وہی بنینگے اور نبی اپنے عہدہ سے معزول نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے پھر ان آیات و احادیث کا کیا کیا جائیگا جس میں حضرت عیسےٰ بن مریم کے لئے نبی و رسول کا خطاب آیا ہی کیا اس وقت اس لفظ کو معاذ اللہ حک کر دیا جائیگا۔ پھر رسول اللہ صلعم نے باوجود یہ جاننے کے کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ جب نازل ہونگے تو امتی ہونگے انکے لئے نبی اللہ کا خطاب زبان مبارک سے فرمایا پس جو احادیث آپنے مشکوٰۃ سے نقل کی ہیں وہ آپ ہی پر حجت ہیں ہمارا عقیدہ تو اس بارے میں صاف ہے کیونکہ ہم تو کسی علیحدہ نبوت کے قائل نہیں بلکہ ہمارا تو وہی عقیدہ ہے جو میں پہلے لکھ چکا ہوں اور جو الوصیۃ میں ہے۔

"اسلئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اسکے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے مگر اسکا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اسپر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے"

پہلی حدیث کے صحیح معنے | اس تشریح کو زیر نظر رکھکر آپ کتاب الامارۃ و القضاء کی حدیث مشکوٰۃ کو پڑھیں جو یوں ہے کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و انہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء الخ

اول تو اس میں خاص انبیاء کا ذکر ہے جو ان میں سیاست کرتے تھے اور یہ صحیح ہے کہ امت محمدیہ میں جو ایسے خلفاء ہوئے جو سیاست کرتے تھے تو وہ نبی اللہ ہرگز نہیں کہلائے۔ ہم جسکے نبی ہونیکے قائل ہیں وہ جسمانی سلطنت نہیں رکھتا نہ سیاست کرتا تھا دوم لا نبی کا لا ایسا ہی ہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ میں یعنی ایمان اسکا کامل نہیں جس میں

امانت نہیں نہ یہ کہ جو امانت میں خیانت کرے وہ بے ایمان کافر ہی مگر آپ تو اعمال و داخل نہیں مانتے اسلئے
شاید آپ کے نزدیک منسوخ ہو یا کچھ اور ایسا ہی حضور نبی کریم صلعم کے بعد کاملہ تامہ نبوت نہیں بلکہ
نبی امتی جیسا کہ آپنے الوصیۃ میں فرمایا سوم یہ حدیث تو آپ ہی پر حجت ہو کیونکہ آپ ہی عیسیٰ ابن
مریم کو نبی آخرالزمان بناتے ہیں جب آنحضرت صلعم مسیح کی زندگی ہی میں فوت ہوئے اور وہ آخر
زمانے میں بنفس نفیس آئینگے تو پھر آخری نبی تو وہی ٹھہرے چہارم (ا) اس حدیث کے وہی معنی
کئے جائینگے جو قرآن مجید کی آیات کے خلاف نہ ہوں اس میں فرمایا ہے وخاتم النبیین
ت کی زیر سے یعنی نبیوں کی مہر یعنی نبوت کا اجراء اب آپکی مہر سے ہوگا (ب) اور ما کان
محمد ابا احد من رجالکم سے جو وہم ہوتا تھا (ابتر ہونیکا کما قال الاعداء) وہ لکن
رسول اللہ وخاتم النبیین سے دور کر دیا کہ روحانی ابنیت کا سلسلہ جاری رہیگا اور حقیقی
معنوں میں ابن وہی ہے جو اپنے اب کی خصوصیات کی تصویر اپنے اندر رکھتا ہو (ج) اھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کی قبولیت کا ایک نمونہ تجھونا
چاہئیے اور انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصلحین
سے بتا دیا ہے کہ منعم علیہ گروہ انبیاء صدیقین شہداء صالحین کا ہے جو راہ ہم مانگتے ہیں ضرور ہو
کہ منزل پر بھی پہنچائے (د) یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم
ایتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یا بنی آدم سے
امت محمدیہ کو خطاب فرمایا کہ تم میں رسول آئینگے یہ نہ آدمؑ کا قصہ اور نہ بطور حکایت بیان ہے
کیونکہ اس سے پہلے امت محمدیہ کو خطاب فرمایا ہے جب ان دلائل باہرہ سے آنحضرت صلعم
کے بعد نبی کا آنا ثابت ہو تو اس حدیث میں ہم شرع لانیوالے خاص نبیوں کا امتناع سمجھینگے
کیونکہ اگر خاتم النبیین میں خاتم کے معنے ختم کرنیوالے ہی لئے جائیں اور النبیین میں الاستغراق
کا لیں تو بتائیے یقتلون النبیین کے کیا یہ معنے ہیں کہ یہودیوں نے سب نبیوں کو قتل کر دیا
جب یہ صحیح نہیں تو خاتم النبیین کے بھی یہ معنے ہونگے کہ شرعی نبیوں کا ختم کرنیوالا

دوسری حدیث کے معنے

دوسری حدیث جو آپ نے پیش کی وہ باب فضائل سید المرسلین کی ہے وہ یوں ہے مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة × × × فکنت انا سددت موضع اللبنة

اب آپ حضرت اقدس کی تشریح کو جو چشمہ معرفت اور الوصیت سے میں نے نقل کی ہے پڑھیں آپ فرماتے ہیں (ا) اس لفظ سے صرف مکالمات ومخاطبات مراد ہیں (ب) یہ نبوت آنحضرت صلعم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت (ج) امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اسپر صادق آسکتے ہیں پس حضور نے کسی نئی ایمنٹ کا دعوی نہیں کیا بلکہ اس نبوت محمدیہ سے علیحدہ ہوکر اپنا کوئی وجود نہیں قرار دیا ع وہ ہی ہے جس سے میں نے بیاہ کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔ بلکہ یہ نبوت اصل نبوت کا ظل اور اس حقیقت محمدیہ کا مظہر اور اسکا عکس ہی دوم یہ اعتراض تو آپ پر بھی پڑتا ہی کیونکہ آپ بھی ایک نبی اللہ کے آنیکے قائل ہیں ایسے نبی اللہ کے جو بالاصالت نبی ہی اور ہمارے مسیح موعود کی نبوت تو نبوت کاملہ محمدیہ کا ظل اور اسکے فیض سے ہے۔ اور اس نبوت اصلیہ کا ایک عکس جو مسیح موعود کے آئینہ میں بوجہ صفاء قلب جلوہ گر ہے

تیسری حدیث حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلھم یزعم انه رسول اللہ

جواب۔ اول تو آپ یہ بتائے کیا اس امت کی قسمت میں دجال ہی لکھے ہیں۔ کوئی صادق بھی آنا ہی یا نہیں۔ پھر آپ معیار صدق وکذب پر صداقت مسیح موعود کو پرکھ لیں دوم۔ اس آنیوالے مسیح کو حدیث صحیح میں نبی کہا گیا ہی پس اسکی طرف سے جو حدیث کا جواب دیا جائیگا وہ ہماری طرف سے ہے سوم ایسے دجالوں کی فہرست عسل مصفی میں دیدی گئی ہے اور انکی تعداد پوری ہو چکی چہارم ایسے دجالوں سے مراد وہ ہیں۔ جو جھوٹی حدیثیں وضع کرتے اور رسول اللہ سے منسوب کرتے اور اپنے نفس کو رسول اللہ بناتے کیونکہ جب وہ قال رسول اللہ صلعم کہتے ہیں تو دراصل اسکے قائل خود ہوتے ہیں انکی فہرست لآلی مصنوعہ

سے ملاحظہ ہو پنجم ان دجالوں کے خروج کا زمانہ اسوقت تک ہے کہ علم قبض ہو جائے زلزلے کثرت سے آئیں بڑے بڑے کاموں میں تھوڑا وقت خرچ ہو اور لڑائیاں بڑھ جائیں (اسی حدیث میں یہ باتیں ہیں) اور ظاہر ہے کہ یہ زمانہ آچکا ہے پس اب تو ظہور صادق کا وقت ہے نہ کہ دجال کا

علماء اہل سنت کی شہادت اسکے بعد میں حسب وعدہ صوفیاء و علماء کی شہادت پیش کرتا ہوں روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۳۲۶ و تنزل الملئکۃ علی الاولیاء۔ مما قال به الصوفیۃ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم وقد نطق باصل التنزل علیھم قولہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون وقد یطلقون علیٰ بعض الاولیاء انبیاء الاولیاء قال الشعراوی فی رسالۃ الفتح۔ فی تاویل ما صدر عن الکمل من الشطح انبیاء الاولیاء ھم کل ولی اقامہ الحق تعالےٰ فی تجل من تجلیاتہ واقام لہ مظھر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ومظھر جبریل علیہ السلام فاسمعہ ذلک المظھر الروحانی خطاب الاحکام المشروعۃ لمظھر محمد صلی اللہ علیہ وسلّم فیاخذھا ھٰذا الولی کما اخذھا المظھر المحمدی ×× × وعلم صحتہ علم یقین بل عین یقین فمثل ھٰذا یعمل بما شاء من الاحادیث لا التفات لہ الی تصحیح غیرہ او تضعیف۔ فقد یکون ما قال قال بعض المحدثین بانہ صحیح لم یقلہ النبی علیہ الصلوٰۃ و السلام وقد یکون ما قالوا فیہ انہ ضعیف سمعہ ھٰذا الولی من الروح الامین یلقیہ علیٰ حقیقۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما سمع بعض الصحابۃ حدیث جبریل فی بیان الاسلام والایمان والاحسان فھولاء ھم انبیاء الاولیاء × × × فھؤلاء فی ھٰذہ الامۃ کانبیا

فی بنی اسرائیل علیٰ مرتبۃ تعبد ھرون بشریعۃ موسیٰ مع کونہ نبیا وھم الذین یحفظون الشریعۃ الصحیحۃ التی لا شک فیھا علیٰ انفسھم وعلیٰ ھٰذہ الامۃ فھم اعلم الناس بالشرع غیر ان غالب علماء الشریعۃ لا یسلمون لھم ذٰلک۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور بعض اولیاء پر انبیاء کا اطلاق ہوتا ہی اور یہ انبیاء الاولیاء وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ اپنی کسی تجلی میں قائم کرے اور اسے حکم الٰہی پر علم الیقین بلکہ عین الیقین ہوتا ہے وہ احادیث کے بارے میں کسی غیر کی تصحیح کا محتاج نہیں ہوتا بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ محدثین جسے صحیح کہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلعم کا قول نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ جسے ضعیف کہتے ہیں اسے یہ ولی روح الامین سے بواسطہ حقیقہ محمدی سنتا ہی وہ بالکل صحیح ہوتا ہی یہ لوگ انبیاء الاولیاء ہیں۔ بلکہ یہ اس امت میں انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل ہوتے ہیں اور انکا حال یوں ہی جیسے ہارون باوجود نبی ہونے کے شریعۃ موسیٰ کے فرمانبردار تھے ایسے ہی یہ نبی ولی یا امتی نبی ہوکر آنحضرت صلعم کے غلام اور پیرو ہوتے ہیں) اور شریعت صحیح پر قائم اور اعلم الناس ہوتے ہیں مگر غالب علماء شریعت انکو نہیں مانتے ہیں۔ اب فرمایئے کہ آپکا یہ فقرہ کہاں تک صحیح ہی کہ غیر تشریعی نبوت کا مسئلہ احمدیوں نے ایجاد کیا

فتوحات مکیہ میں حضرت ابن عربی کی شہادت	اما ختم الولایۃ علی الاطلاق فھو عیسٰی علیہ السلام فھو الولی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ھٰذہ الامۃ و

قد حیل بینہ وبین نبوۃ التشریع والرسالۃ فینزل فی اٰخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعدہٗ بنبوۃ مطلقۃ۔ کما ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ لا نبوۃ تشریع بعدہ وان کان بعدہٗ مثل عیسٰی من اولی العزم من الرسل وخواص الانبیاء * * * * فکان اول ھٰذا الامر

نبی وھو ادم واخرہ نبی وھو عیسیٰ اعنی نبوۃ الاختصاص خلاصہ یہ کہ آنیوالا عیسیٰ خاتم الولایت ہوگا جیسے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت تھے۔ کوئی شرعی نبی انکے بعد نہیں ہوگا گو آپ کے بعد عیسیٰ جیسا اولو العزم اور خواص الانبیاء سے آسکتا ہے ابتداء میں ایک نبی تھا اور وہ آدم ہے اور آخر میں بھی ایک نبی ہے اور وہ عیسےٰ نبی ہے بہ نبوت اختصاص اور صفحہ ۶۴ پر السوال الخامس والعشرون میں فرماتے ہیں

فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ لھذا قلنا ارتفعت نبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدہ

نبوت بالکل نہیں اٹھ گئی بلکہ تشریعی نبی نہیں آئے گا یہی معنے ہیں لا نبی بعدہ کے

پھر فرماتے ہیں فعلمنا انہ قولہ لا نبی بعدہ ای لا مشرع خاصۃ لا انہ یکون بعدہ نبی۔ پس ہمنے یقین کر لیا کہ لا نبی بعدہ سے شرعی نبی کا امتناع نکلتا ہے نہ یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (صفحہ ۶۴ الجزء الثانی من الفتوحات المکیۃ تالیف الشیخ الاکبر امام اھل الحقیقۃ سید محی الدین بن العربی) (۲۲) تحذیر الناس مصنفہ مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندی کا خلاصہ سنیے

فاضل جلیل مولنا محمد قاسم صاحب دیوبندی کا عقیدہ دربارہ ختم نبوۃ

صفحہ ۳ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یہ ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں " وما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا

صفحہ ۴ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں اور انکی نبوت آپکا فیض ہے۔ صفحہ ۱۴-آپ کے زمانہ میں اور بعد میں پر آسمان پر کوئی نبی ہو۔ وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ کا ہی محتاج ہے

صفحہ ۲۵ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہر ملک و اقلیم کے بادشاہ کا اصل ہی اسلئے وہ بڑا ہے صفحہ ۱۳۱ ابن عباسؓ رحن کے اثر پر آپکے بہت سے اعتراضات کی بنیاد ہے) اور زمینوں میں آدم نوح ابراہیم عیسی اور نبی اشمل نبی تمہارے کے موجود ہیں۔ اس سالہ کی تصدیق علماء اہل سنت فرنگی محل و دیوبند وسہارنپور نے کی ہی (مطبوعہ دہلی مطبع عبد الاحد صاحب)

مولنا عبدالحی صاحب فرنگی محل کا ارشاد دربارہ ختم نبوت	دافع الوسواس صفحہ ۱ میں فرماتے ہیں۔ خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز میں شبہ نہیں تیسرے تعدد خاتم اس

طرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی یہ صورت بھی جائز ہے پھر ملا علی قاری کے حوالے سے صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں ؎ لو عاش لکان من اتباعہ کعیسے وخضر والیاس فلا ینا قض قولہ تعالی خاتم النبیین اذ المعنے انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ (خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئیگا جو آپکی ملت کو نسخ کرے) پھر ابن حجر کے قول سے اسکی تائید فرمائی ہے پھر صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں لو بعث النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی زمانہ وفی زمان موسی وابراھیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی امہم والنبی صلعم نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اشمل واعظم (اگر حضور نبی کریم موسی یا ابراہیم یا نوح یا آدم کے زمانے میں ہوتے تو یہ انبیاء اپنی نبوت پر قائم رہینگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انپر نبی ہونگے کیونکہ حضور کی نبوت اشمل و اعظم ہی صفحہ ۲۲ میں بحر العلوم سے نقل فرماتے ہیں ہمہ رسل در اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائب اند در دعوت

مولانا روم کی گواہی	(۱) جلد چہارم صفحہ ۱۷۳ در بہ بینی روئے زشت آں ہم توئی ؛ در بہ بینی عیسی مریم توئی

جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ پس امام حی وقائم آں ولی ست ؛ خواہ از نسل عمر خواہ از علی است ؎ گر عیسی گشتہ

؎ ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم بیہقی (جس سے استدلال خلاف بخاری آپنے کیا ہی) اور حاکم نے اس اثر کی تصدیق کی ہی

گرحجاب از جانہا برخواستے وگفت ہر جانے مسیح آساستے ۔ امید ہے آپ ان جوابوں کو پڑھکر یہ جان لینگے کہ غیر تشریعی نبوت کا مسئلہ ہمنے ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ محققین اہل سنت کا یہی مذہب ہے

ساتویں نمبر میں آپنے امامکم منکم سے مراد مہدی لینے پر زور دیا ہے اور ابن ماجہ کی حدیث لا مہدی الا عیسٰے کو موضوع بتایا ہے

جواب ۔ سو اس بارے میں عرض ہے کہ ہمارا عقیدہ "مہدی و مسیح ایک ہی شخص ہے" صرف ایک ہی حدیث پر مبنی نہیں بلکہ ہم اسکی بہت سی دلیلیں خدا کے فضل سے رکھتے ہیں سنئے

مسیح و مہدی کا ایک شخص ہونیکے دلائل

۱۔ الدر المنثور صفحہ ۲۴۹ مصری چھاپہ میں دیکھئے وتسلب قریش ملکھا لکھا ہے جب قریش کی امامت نہ ہوگی تو پھر امام مہدی کیسے توجہ فرمائیے الائمہ من قریش بھی آپکے مسلمات سے ہے ۲۔ مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ ایک وقت میں دو امام نہیں ہو سکتے۔ اگر ہوں تو بہ شرط حکومت اسلام ایک کو قتل کیا جائیگا۔ اب فرمائیے مہدی بھی امام اور عیسٰی بن مریم کے لئے امام آیا ہے ۳۔ جب انکے متعلق جو احادیث ہیں اکٹھی دیکھی جائیں تو یضع الحرب اور عدم خونریزی امام عادل حکم ہونا۔ زمین کو انصاف سے بھر دینا علماء کا فتوٰی کفر لگنا مدت قیام تقسیم خزینہ کعبہ حلیہ دو چادروں میں ہونا۔ وحی کا نزول کسر صلیب و قتل خنزیر وغیرہ نشانیاں یکساں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو شخص نہیں ایک ہی شخص ہے ان تمام نشانوں کے حوالے میں جنوری سنہ ۱۲ء کے تشحیذ میں دے چکا ہوں۔ ۴۔ ایک اور حدیث ہے لن تهلك امة انا فی اولها وعیسٰی بن مریم فی اٰخرها والمهدی وسطها (مشکوٰۃ آخری باب) جس سے ظاہر ہے کہ مہدی وسط میں ہوگا اور عیسٰی بن مریم صرف آخر میں ۵۔ مسند امام المحدثین الامام ابی عبد اللہ بن محمد بن حنبل الشیبانی جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ میں یہ حدیث موجود ہے حدثنا عبد الله حدثنی ابی حدثنی محمد بن جعفر حدثنا هشام بن حسان عن محمد عن ابی هریرة عن النبی قال یوشك من عاش فیکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما

مهدیاً و حکماً و عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و تضع الحرب اوزارها۔ جو تم میں زندہ رہا وہ عیسیٰ بن مریم کو پائیگا۔ امام مہدی حکم عدل صلیب توڑیگا خنزیر کو قتل کریگا۔ لڑائی موقوف کردیگا

لا مهدی الا عیسیٰ موضوع نہیں اس قسم کے بہت سے دلائل ہیں انکے مقابل میں لامہدی الا عیسیٰ کو موضوعات سے اور وہ بھی بلا ثبوت کہدینا لا یعباء بہ ہے یہ حدیث ابن ماجہ سے نقل کی گئی ہے جو صحاح ستہ میں داخل ہو اور ابن ماجہ کی نسبت ذہبی نے لکھا ہے الحافظ العدیم النظیر الثبت الخ دیکھو فتح العلام صفحہ ۲ شرح بلوغ المرام۔

موضوع نہ ہونیکا ثبوت پھر وہ حدیث یوں ہے حدثنا یونس بن عبد الاعلیٰ حدثنا محمد بن ادریس الشافعی حدثنی محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس بن مالک ان رسول الله صلعم قال لا یزداد الامر الا شدة و لا الدنیا الا ادبارا و لا الناس الا شحا و لا تقوم الساعة الا علیٰ شرار الناس و لا مهدی الا عیسیٰ

راوی ثقہ ہیں مقتداء المحدثین امام حافظ ابن کثیر نے بدایہ نہایہ میں فرمایا ہے کہ ۱۔ یونس بن عبد الاعلیٰ الضبی هو من ثقات یونس ثقہ راویوں میں سے ہیں ۲۔ امام شافعی تو امام ہی ہیں (ماشاء الله کیسے بڑے امام) ۳ محمد بن خالد الجندی الصنعانی المؤذن شیخ الامام الشافعی محمد بن خالد مؤذن استاد امام شافعی یحییٰ بن معین جو مجدد قرن ثانی شمار کئے گئے ہیں انکو معتمد و موثق سمجھتے ہیں چنانچہ لکھا ہے وثقہ ابن معین ۴۔ ابان بن صالح صدوق بڑا راستباز ۵۔ حسن بصری تو مشہور ہی ہیں کتنے بڑے بزرگ صوفیوں کے امام تھے ۶۔ انس صحابی ہیں۔ فرمایئے یہ حدیث کیوں موضوع ہوئی امام شوکانی نے صرف صغانی کا قول نقل کیا ہو آپ کا فقرہ بطور موضوع حدیث کے معہ ثبوت مندرج ہے سے دہوکہ لگتا ہے اگر ہمت ہو تو طریق محدثین یا

طریق فقہاء پر اسکو موضوع ثابت کریں

مہدی کو الگ وجود ماننے سے بہت سی آیات واحادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے

اب اس محررہ بالا تحریر پر نظر کرکے آپ غور فرمادیں کہ اماکم منکم سے مہدی ایک علیحدہ شخص مراد لینا کہانتک صحیح ہے آپ ہتو ہیں تمام شارحین نے اسکا مفہوم مہدی علیہ السلام لیا ہے میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں کیونکہ ایسا ماننے سے بہت سے مفاسد لازم آتے ہیں اور بہت سی صحیح احادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے جن میں سے علاوہ متذکرہ بالا کے لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من ابناء فارس اور آیت اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم اور حدیث ان اللّٰہ یبعث علیٰ راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ ہر صدی کے سر پر ایک ہی امام ہوگا اور فتنہ دجالیہ کو دور کرنیکے لئے بھی ایک ہی ہوگا۔ جو اندرونی اصلاح کے لحاظ سے مہدی اور بیرونی محافظت کے لئے مسیح کہلائیگا پھر ابن مریم کو مہدی سے الگ ماننے میں بہت سی آیات کا انکار لازم آتا ہے جن سے وفات مسیح اور عدم رجوع موتیٰ ثابت ہے اور پھر آیت استخلاف پر اعتراض لازم آتا ہے جس میں منکم سے وعدہ خلافت ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ علماء نے بھی اماکم منکم کا تعلق بنزل ہی سے رکھا ہے اور وہ کو حالیہ بتایا ہے یعنے وہ ابن مریم مسیح ناصری نہ سمجھنا بلکہ

یہ تو تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں بھی اماکم سے مراد حضرت عیسیٰ لی گئی ہے اور علامہ احمد تفسیر فتح الطیب میں لکھتے ہیں انما کان الامام منا لئلا یتدنس

بغبار شبھة وجه لا نبی بعدی یعنے وہ ابن مریم ہمیں سے امام ہوگا تا کہ لانبی بعدی پر کوئی اعتراض نہ آئے کیونکہ ابن مریم مسیح ناصری کے آنے سے تو ایک علیحدہ اور مستقل نبی کی بعثت بعد نبی آخر الزمان ماننی پڑتی ہے بخلاف اسکے جو آنحضرت صلعم کا دست پروردہ اور بفیض یافتہ غلام فنافی الرسول ہونیکے اعتبار سے نبی ہوگا اسکی نبوت کوئی الگ نبوت نہ ہوگی فافہم وتدبر

لہ اس آیت سے واضح ہے کہ ایک رسول امیوں میں مبعوث ہوا اور پھر وہی رسول بروزی رنگ میں آخرین میں مبعوث ہوگا

امت کے امیر سے کیا مراد ہے

اور وہ حدیث جو آپ نے پیش کی ہے کہ "جب عیسیٰ بن مریم آئینگے تو اس امت کا امیر انکو کہیگا کہ ہم کو نماز پڑھاؤ" تو اس سے آپ مہدی کا الگ وجود نہیں ثابت کر سکتے کیونکہ اسلام میں تو نبی کریم صلعم کا حکم ہے کہ سفر میں بھی انکا امیر ہو اصل حدیث یہ ہے۔ وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم قال اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم (مشکوٰۃ باب اداب السفر) رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک کو امیر بنالیں مسلمان جب سے اس مسئلہ کو بھول گئے۔ ان میں وحدت نہیں رہی ورنہ اس سے پہلے تو ہر کام میں ہر بستی میں مسلمان ایک امیر کے ماتحت رہتے پس اس قوم کے امیر کا کہنا کہ نماز پڑھاؤ یہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ امام مہدی ہو گا الدر المنثور مسا ہج صفحہ ۲۴۴ فقالت ام شریک بنت ابی العسکر یا رسول اللہ فاین العرب یومئذ قال ھم قلیل وجلھم بیت المقدس وامامھم رجل صالح فبینما امامھم قد تقدم یصلی الصبح اذ نزل علیھم عیسٰی ابن مریم الصبح فرجع ذلک الامام جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس بستی کا امام کوئی "صالح مرد" ہوگا نہ کہ امام مہدی اور آپ پر مخفی نہ رہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود بھی خود امامت نہ کراتے تھے۔

مال بانٹنے سے کیا مراد ہے

آپ نے اس نمبر میں یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ وہ خلیفہ امام مہدی مال بانٹے گا۔ اور کوئی اسے قبول نہ کریگا یہ سچ ہے اور میں آپکو کئی اشتہار دکھا سکتا ہوں جس میں حضور علیہ السلام نے دس دس ہزار روپیہ دینا چاہا مگر کسی نے قبول نہ کیا اور اپنے متبعین کو تو انہوں نے معارف بیش بہا سے مالا مال کر دیا اور لٹریچر کے قیمتاً شائع ہونے کی آپکو شکایت ہو سو یہ خرچ کاغذ اور چھپوائی اور اشاعت کا ہے نہ کہ ان معارف کا کیونکہ ایک ایک نکتہ معرفت

لہ اصل مال تو معارف و کلمات حکمت ہی ہیں قرآن مجید میں ہے و من یؤتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً یعنی حکمت ہی خیر کثیر ہے اور خیر بمعنے مال قرآن مجید میں آیا ہے انہ لحب الخیر لشدید۔ و ان ترک خیراً

دنیا و ما فیہا سے زیادہ قیمتی ہو مگر ان لوگوں کے لئے جو اسکی قدر پہچانیں نہ کہ دنیا پرست مال کی محبت میں مرنیوالوں کے لئے جو مہدی کے ظہور کے اسلئے منتظر ہیں کہ وہ ظاہر ہو کر انکو اور بھی دنیا پرست بنا دیں ایک "صوفی" کے ایسے خیالات پر مجھے سخت افسوس ہے

مال بانٹنے والا خلیفۃ اللہ ہے

جو حدیث آپنے پیش کی ہے اس میں مہدی کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ قیامت سے پہلے ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مال بڑھ جائیگا۔ اور کوئی زکوۃ قبول کرنیوالا نہ ہوگا اور اسکے ساتھ دوسری حدیث ہے اس میں بھی مہدی کا ذکر نہیں وعن جابر قال۔ قال رسول اللہ صلعم یکون فی اٰخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ یہ لکھا ہے کہ ایک خلیفہ آخری زمانہ میں ہوگا جو مال دیگا اور گنے گا نہیں اور ہمنے اپنے امام میں یہ بات دیکھی ہے پھر اسپر ہرگز اتفاق نہیں کہ یہ خلیفہ مہدی ہی ہے کیونکہ مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی میں اسی کے ساتھ لکھا ہے ویحتمل ان یکون غیرہ ضرور نہیں کہ خلیفہ مہدی ہی ہو۔ بلکہ اسکا غیر مراد لیا جا سکتا ہے اسکے بعد آپ چند امور پیش کرتے ہیں

دجال کی وحدت نوعی

ایک یہ کہ دجال معہود ایک ہی تھا (اور آپ خود نہیں ماننے والے ہیں۔ جن میں ہمارے امام کو بھی جیسا کہ تمیم داری کی مسلم والی حدیث سے ثابت ہے اسکے جواب میں اس اختلاف کی طرف آپکی توجہ مبذول کراتا ہوں جو ابتدائے مضمون میں متفق علیہ احادیث کی بنا پر آپکو دکھایا جا چکا ہے یہ اختلاف حل ہو ہی نہیں سکتا جب تک دجال کی وحدت نوعی نہ مانی جائے اور اسکی اور بھی وجوہات ہیں (۱) دجال کے لغوی معنی بھی طائفۃ عظیمۃ یحمل المتاع لکھے ہیں یعنی ایک گروہ عظیم (تاج العروس) ۲۔ قرآن مجید میں لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس کی تفسیر صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں وقال قوم اکبر ای اعظم من خلق الدجال یعنی الناس سے مراد الدجال ہے ۳۔ الحمد ایک جامع دعا ہے اس میں مغضوب علیہم اور ضالین سے پناہ مانگی گئی ہے اور دوسری طرف مسیح کا کام یکسر الصلیب بتایا ہے تیسری طرف مشکوۃ میں حدیث مسلم ہے (باب ذکر الدجال صفحہ ۴۷۲)

کہ ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال (آدم کی پیدائش سے لیکر قیام قیامت تک کوئی امر دجال کے فتنہ سے بڑھکر نہیں) جس سے معلوم ہوتا ہے یہ ایک قوم کا نام ہے جب ہی دجال کو بصیغہ جمع ضالین بھی کہا گیا ہے ۴ - پھر ایک حدیث ہے یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن من الدین السنتہم احلی من العسل وقلوبہم قلوب الذیاب (رواہ النسائی عن ابی ھریرۃ) آخر زمان میں دجال خروج کریگا دنیا کو دین کے ساتھ ملا دینگے اور لوگوں کو دین کے ساتھ ملا دینگے اور لوگوں کو دین کے بارے میں بکریوں کی کھال میں دکھائی دینگے انکی زبانیں شہد سے میٹھی اور باطن سے بھیڑیے ہونگے ۵ - مشکوۃ باب العلامات بین یدی الساعۃ میں حدیث ہے کہ فمن ادرکہ منکم فلیقراء علیہ فواتح سورۃ الکھف اور دوسری حدیث ترمذی میں من قراء العشر الاواخر من سورۃ الکھف عصم من فتنۃ الدجال ان دونوں حدیثوں کی بنا پر سورہ کہف کی پہلی اور پچھلی دس آیات دیکھیے ان میں ایک شخص کا ذکر نہیں بلکہ قوم کا ہے اور اس میں ان افراد کا ذکر ہے جو خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولداً - مالہم بہ من علم اور وہ کہ جو قسم قسم کی صنعت کاریوں میں منہمک اور ید طولیٰ رکھتے ہیں الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انہم یحسنون صنعاً

تمیم داری کی حدیث

الپس تمیم داری کے رؤیا کی یہی تعبیر ہے کہ اسنے اسے ایک باعتبار وحدت نوعی دیکھا[ا] ورنہ اب تو بحری سفر کے ذرائع اس زمانہ سے بہت وسیع اور اعلیٰ ہیں جغرافیہ دانوں نے چپہ چپہ زمین کا کھندول ڈالا ہے اگر کسی جزیرہ میں قید ہے تو وہ جزیرہ آخر

[ا] حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں بادشاہ نے سات دبلی گائیں دیکھیں کیا سات برس میں سات گائیں ہی دبلی ہوئیں گائیں تو بہت سی دبلی ہوئیں مگر رؤیا میں بطور نمونہ دکھائی جاتی ہیں چنانچہ بالیں سبز بھی سات دکھائیں تو کیا سات بالیں ہی سبز ہوئی تھیں باقی سب خشک رہیں فتدبر ۲،

زمین پر ہی ہی تو کیا وجہ ہی کہ اب لوگوں کو نظر نہیں آتا اور ہم بھی جزیرہ ہی سے مانتے ہیں اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد ہی یہ قومیں نکلی ہیں جس کے افراد کی مجموعی علامات پر احادیث کے الفاظ صادق آتے ہیں کیونکہ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد ثانی کے ہاتھ پر قسطنطنیہ فتح ہو چکا

حضرت عیسےٰ کا حج

دوسرا یہ کہ تین احادیث مسلم حضرت عیسےٰ کے حج کرنے پر شاہد ہیں اسکے جواب میں عرض ہی کہ آپنے تو مسلم کی حدیث پیش کی ہی مگر میں آپ کو بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری کی حدیث سناتا ہوں حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنی ابن ابی عدی عن ابی عون عن مجاہد قال کنا عند ابن عباس رض فذکروا الدجال۔ انہ قال مکتوب بین عینیہ کافر فقال ابن عباس لم اسمعہ ولکنہ قال اما موسیٰ کانی انظر الیہ اذا انحدر فی الوادی یلبی (باب التلبیۃ اذا انحدر فی الوادی صفحہ ۱۴۹) اذا کا استعمال زیادہ تر مضارع پر ہوتا ہے آپ (صلعم) فرماتے ہیں گویا کہ میں اسوقت کو دیکھ رہا ہوں جب کہ حضرت موسیٰ وادی میں تلبیہ کہتے ہونگے سو جیسا یہ حضرت موسیٰ کا حج ہی ویسا ہی حضرت عیسیٰ کا ہے اسی طرح حضرت یونس ع کے بارے میں ہی

حدیث ۱۹۹۹ کانی انظر الیٰ موسیٰ ہابطاً من الثنیہ ولہ جوار الی اللہ بالتلبیۃ کانی انظر الی یونس بن متی علی ناقۃ حمراء جعدۃ علیہ جبۃ من صوف خطام ناقۃ مارًا بہذا الوادی ملبیا تلبیۃ ترجمہ گویا کہ میں موسیٰ ع کو گھاٹی سے اترتا ہوا دیکھتا ہوں ایسی حالت میں کہ گڑگڑاتے ہیں تلبیہ میں۔ میں یونس ع کو انکی اونٹنی پر دیکھتا ہوں جسکے بال گھنگھرالے ہیں آپ پر اون کا جبہ ہی اور اونٹنی کی مہار اون کی ہی گذرتا ہوا اس سرخ رنگ کی وادی میں لبیک لبیک کرتا ہوا۔ حدیث ۲۰۳۴ کانی انظر الیٰ یونس علی ناقۃ خطامہا لیف وعلیہ جبۃ من صوف وہو یقول لبیک اللّٰہم لبیک (عن ابن عباس)

حدیث ۱۱۴۰۲ کانی انظر الی یونس بن متی علیہ اباءتان قطوانیتان یلبی تجیبہ الجبال واللہ عزوجل فیقول لہ لبیک یا یونس ھذا انا معک (عن ابن عباس) ترجمہ گویا میں یونسؑ کو دیکھتا ہوں بحالیکہ آپ پر دو قطوانی عبائیں ہیں۔ تلبیہ کہہ رہے ہیں اور انکی آواز سے پہاڑ گونج اٹھے ہیں اور اللہ فرماتا ہے اے یونسؑ لبیک میں تیرے ساتھ ہوں (حوالہ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۶ کتاب الفضائل)

ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ اور حضرت یونس کیلئے حضرت عیسےٰ بن مریم کی مانند حج کرنیکی پیشگوئی کی۔ اگر حضرت عیسیٰ کے حج سے لازم آتا ہے کہ وہ اب تک زندہ ہیں اور بجسدہ العنصری نازل ہونگے تو حضرت موسیٰ اور حضرت یونس کے لئے بھی یہ امور ضروری ہونگے اور یہ کسی کا مذہب نہیں

انبیاء نے زمین پر آکر نماز بھی پڑھی

پھر میں لکھتا ہوں کہ اس حدیث کے معنے کرنے سے پہلے یہ امر مدنظر ہونا چاہیئے کہ عیسیٰ بن مریم کی وفات قرآن مجید کی بہت سی آیات سے ثابت ہے پس معراج کی رات اگر بہت سے انبیاء کے بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ زندہ ہو کر بجسدہ العنصری زمین پر آگئے تھے۔ تو اس حج کی خبر سے بھی یہ ثابت نہ ہوگا کہ عیسیٰ بن مریم بجسدہ العنصری آسمان سے اتر کر (قطع نظر اس سے کہ آسمان پر جسد عنصری کے ساتھ چڑھنا اور ابتک زندہ رہنا ثابت نہیں) ضرور آئینگے اور حج فرمائینگے (۲) حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے آپنے دیکھا۔ اور وہی موسیٰ یہاں پر موجود تھے (۳) سارا جہان آدمؑ کے دائیں ہم آپ اور بائیں موجود اور ابھی بعض بعد میں پیدا ہوئے (۴) مشکوٰۃ کے حوالے آپ نے بہت دیئے ہیں اسی کا باب المعراج ملاحظہ ہو

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریش نے معراج پر اعتراض اٹھایا اور مجھے بیت المقدس کی بعض اشیاء سے سوال کیا جو مجھے یاد نہیں رہیں۔ حجاب اٹھ گیا۔ اور بیت المقدس میرے سامنے کیا گیا۔ اور جو پوچھتے میں بتاتا جاتا اور فرماتے ہیں کہ میں نے معراج میں

اپنے تئیں انبیاء کی جماعت میں دیکھا حضرت موسیٰ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عیسےٰ پڑھ رہے تھے (واذا عیسیٰ قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود) حضرت ابراہیم نماز پڑھ رہے تھے پھر نماز کا وقت آگیا فحانت الصلوٰۃ فاممتہم تو میں نے انکی امامت کی یہ نماز جو حضرت عیسےٰؑ نے بیت المقدس میں پڑھی پس اسی طرح حج کا معاملہ ہے اس سے بجسدہ العنصری نزول ثابت نہیں ہوگا۔ لمعات حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے واما الذی صلوا معہ فی البیت المقدس فتحمل علی الارواح المتمثلۃ یعنی انکے ارواح متمثل ہو گئے تھے۔

تیسرا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مقبرہ رسول میں مابین حضرت ابی بکرؓ و حضرت عمرؓ مشکوٰۃ جلد نمبر ۲ باب نزول المسیح میں بروے صحیح حدیث ثابت ہے

یدفن معی فی قبری کی تشریح

جواب۔ آپ نے جو صحیح حدیث پیش کی ہے وہ مشکوٰۃ کی فصل ثالث میں ہے اور آپ پر مخفی نہ ہوگا کہ مشکوٰۃ کی تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں متفق احادیث ہوتی ہیں دوسری میں صحاح ستہ سے تیسری میں طبقہ ثالثہ و رابعہ کی۔ اس کی نسبت میں عجالۂ نافعہ حضرت شاہ عبدالعزیز سے لکھ چکا ہوں۔ وہ کہاں تک قابل حجت ہیں

ابن جوزی کی حدیث کی تحقیقات

یہ حدیث یوں ہے عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء[1]۔ سب سے اول تو یہ عرض ہے کہ ابن جوزی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے تلبیس الابلیس لکھکر اپنی عجوبانہ حالت کا ثبوت دیا ہے (ب) الطبقات الکبریٰ۔ الواقح الانوار فی طبقات الاخیار للامام الشعرانی القطب الربانی میں یہ عبارت چھپے

[1] کتاب الوفا کس طبقہ کتب حدیث کی کتاب ہے بتائیے

صرح به ابن الجوزی فی حق الغزالی بل وفی حق الجنید والشبلی فقال فی حصتهم ولعمری لقد طوی هؤلاء بساط الشریعة طیا فیالیتهم لم یتصوفوا (ص۱۱) جناب ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ غزالی۔ جنید۔ شبلی ان تینوں نے تو شریعت کی صف لپیٹ دی ہے کاش یہ صوفی نہ ہوتے فرمایئے اس فتوے پر آپ بھی تصدیق کرتے ہیں۔ دوم۔ ابن الجوزی چوتھی پانچویں صدی میں ہوئے ہیں رسول اللہ صلعم تک ایک حدیث پہنچاتے ہیں ذرا درمیانی راویوں کا نام تو بتائے تاکہ انکے متعلق تحقیقات کیجائے سوم اس حدیث کا اول ہی ویمکث خمسة واربعین سنة صحیح حدیث مسلم کے خلاف ہے چنانچہ حاشیہ (مرقاۃ) پر لکھا ہے لکن حدیث مکثه سبعًا رواہ مسلم یعنی سات سال بعد نزول ہیگا پھر ان دونوں میں توفیق کی کوشش کی ہے ۳۳ سال پہلی عمر کے ملا کر بھی ۸۴ ہوئے نہ کہ ۸۵ چہارم صحیح مسلم میں حدیث ہے انا سید ولد آدم یوم القیمة واول من ینشق عنه القبر واول شافع ومشفع (جلد دوم کتاب الفضائل یعنی اولاد آدم کا سردار ہوں میں ہی پہلا وہ شخص ہوں جس کی قبر اس روز سب سے پہلے کھلیگی۔ رسول اللہ تو اپنی خصوصی فضائل میں ذکر فرماتے ہیں اور آپ ایک حدیث کی بنا پر جسکی صحت کا کوئی ثبوت نہیں اس حدیث میں قدح کرتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ رسول اللہ صلعم کسی خصوصیت میں منفرد ہیں۔ پنجم یہ امر تنقیح طلب ہے کہ قبر سے کیا مراد ہے کیونکہ ایک طرف قرآن مجید میں ہے قتل الانسان ما اکفرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ثم اماته فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو بعد موت اللہ تعالیٰ قبر میں ڈالتا ہے حالانکہ کئی جلائے جاتے کئی ڈوبتے کئی کو درندے کھا جاتے ہیں دوسری طرف حدیث میں ہے القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار (کتاب البشری الکئیب بلقاء الحبیب مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۷ بحوالہ البیهقی یعنے قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

اسی طرح حدیث میں ہے المؤمن فی قبرہٖ فی روضۃ الخضراء ویرحب لہٗ فی قبرہٖ سبعون ذراعًا وینور لہٗ فی قبرہٖ کلیلۃ البدر یعنے مومن کی قبر میں ایک سبز چمن ہوتا ہے اور اسکی قبر ستر ہاتھ چوڑی ہوجاتی ہے اور اسکی قبر میں چودھویں رات کی طرح روشنی ہوجاتی ہے ✤

اس آیت و احادیث پر آپ تدبر فرما کر دیکھیں کہ قبر سے یہ چند ہاتھ کا گڑھا ہرگز مراد نہیں پس اب اس حدیث کے معنے صاف ہونگے اور اس قبر برزخی میں ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرح معیت حضرت مسیح موعود کو ضرور حاصل ہوگی ششم۔ آپنے قبر کے معنے مقبرہ کے کرلئے ہیں جس کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی جبکہ اس حدیث میں فیدفن معی فی قبری اور فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر صریح موجود ہے اور تعجب پر تعجب ہے کہ اسکے ساتھ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ چوتھا کونہ مقبرہ نبوی میں خالی ہے۔ اول تو اس بات کا ثبوت آپکے ذمہ ہے کہ چوتھی قبر عیسےٰ بن مریم کی ہوگی یہ کس حدیث صحیح سے ثابت ہے پھر فی قبر واحد اور معی فی قبری اور چوتھی قبر میں دفن ہونگے ان دونوں کی توفیق کرکے دکھانی ہوگی پھر یہ کہ آیا عیسیٰ بن مریم کو دفن کرنے کے لئے قبر نبوی کو اکھاڑا جائیگا اور مومنوں کی غیرت اسکو گوارا کریگی پھر یہ کہ کیا آنحضرتؐ کی قبر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان ہے جیسا کہ آپکی پیش کردہ حدیث سے ثابت ہے اگر یکون قبرہ رابعًا کو الدر المنثور سے دکھانا ہے تو نمبر ۲ کو غور سے پڑھ لیجئے

چوتھا یہ کہ ایک حدیث حسن سے یہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے یہود کو فرمایا عیسیٰ فوت نہیں اور قبل از قیامت واپس ہونگے

قول حسن سے کیا مراد ہے

یہ حسن کون صاحب ہیں ایک تو امام حسن رضی اللہ عنہ تھے دوسرے تو کوئی حسن صحابی نہیں پھر وہ رسول اللہ سے کس طرح بیان کرتے ہیں دوم آیات قرآنی سے وفات ثابت ہوچکی ہے اور یہاں یہود کو خطاب ہے انکو حضرت عیسیٰ کی موت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ موت علی الصلیب کا دعوے رکھتے تھے۔ جس کے لئے یہ کہا گیا کہ انہ لم یمت

یعنی الم یمت علی الصلیب پر نہیں مرے اور وہ آئینگے بروزی رنگ میں کیونکہ مردے کی واپسی دنیا میں ایسے طور پر کہ آکر کچھ مدت پھر بطریق زندوں کے رہے امر ایسے سنت اللہ کے خلاف ہے سوم تفسیر الدر المنثور کے بارے میں عجالۂ نافعہ صفحہ ۸ پڑھ لیجئے کہ احادیث

الدر المنثور کا اعتبار

طبقہ رابعہ × × × × قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی با نہا تمسک کردہ شود۔ پھر تحریر فرماتے ہیں۔ و ماندہ تصانیف شیخ جلال الدین در رسائل دنوادر خود ہمیں کتا بہا است

پھر التعلیم الارشاد تالیف السید محمد بدر الدین الحلبی کے صفحہ ۹۲ پر ہے واما تفسیر الدر المنثور للجلال السیوطی فقد زعم انہ اختصرہ علی حسب عادتہ تفسیر ابن جریر الذی جمع فیہ صحاح الاحادیث المتعلقہ بتفسیر کتب اللہ وبیان اسباب النزول واضاف السیوطی فی مختصرہ احادیث رواھیۃ الاسناد فی ھذہ الموضوع نفسہ ومزجہا بتلک الاحادیث۔ احادیث الاصل فاختلط بہا حتی لا یمکن التمییز بینہا۔ یعنے تفسیر الدر المنثور میں امام سیوطی نے بہت سے واہیۃ الاسناد احادیث لکھدی ہیں پھر اسپر ایک اعتراض لکھا ہے کہ امام سیوطی اپنی تفسیر میں واہیۃ الاسناد یا موضوع احادیث کیونکر لکھتے جبکہ وہ موضوعات الاحادیث کے بارے میں تالیف بھی کر چکے ہیں اسکا جواب یہ دیا کہ انکا قاعدہ تھا کہ جو کتاب پسند آئی (اختصرہ ونسبہ الی نفسہ بدون تمییز بین غث وثمین ولا وقوف علی حقائق العلوم ولذالک تراہ مضطربا فی کتبہ لانہ لا یحکم فکر نفسہ وانما یحکم فی کل کتاب فکر مؤلفہ ھو فیضیفہ الی نفسہ ببعض تحرف یحدثہ فی الکتب) اسکا مختصر کرکے بدون تمیز صحیح وغلط کے اپنی طرف منسوب کر لیا اور اپنے فکر کا مطلق دخل نہ دیتے

پانچواں یہ کہ تمام احادیث نزول مسیح من السماء اور انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ۲۵/۱۲ کی تفسیر ہیں اور پراہوبٹ خط میں آپنے مجھے بہت سی تفسیروں کا نام دیکر

کیا اسکے یہی معنی ہیں کہ عیسیٰ بن مریم کا نزول قرب قیامت کا نشان ہے

انہ لعلم للساعۃ کی تفسیر

جواب اول تو آپ غور سے پڑھئیے یہ لفظ علم ہے نہ کہ علم بمعنی نشان **دوم** کیا تمام قرآن مجید میں ساعۃ کے معنے قیامت ہی کے ہیں اور اس سے مراد تباہی کی گھڑی یا کوئی خاص وقت نہیں ہو سکتا مثلاً سورہ قمر میں سیھزم الجمع و یولون الدبر بل الساعۃ ادھی وامر میں ساعۃ سے مراد جنگ بدر ہے جہاں مٹ بھیڑ ہوئی اور کفار کی جماعتیں بھاگ گئیں یا غزوہ احزاب پس کیا وجہ ہے کہ یہاں بھی یہ معنے نہ ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام اس گھڑی کا علم ہیں جب کہ نبوت اسرائیلی گھرانے سے تبدیل ہو کر بنی اسمٰعیل میں چلی گئی۔ **سوم** فلا تمترن بہا سے ظاہر ہے کہ قیامت میں شک نہ کرنیکا حکم ہے اور اسکی دلیل ہی ہے انہ لعلم للساعۃ اب فرمائیے کہ جو امر (نزول المسیح) ابھی خدا جانے کب ظاہر ہونیوالا ہے۔ قیامت کی دلیل ان لوگوں کو کس طرح بن سکتا ہے جو زمانہ نزول دیکھے ہیں اور کافر ہیں **چہارم** انہ کی ضمیر مسیح کی طرف پھریگی نہ کہ نزول مسیح کی طرف **پنجم** مسیح کا بے باپ ہونا دلیل قیامت نہیں ہو سکتی جیسے کہ مفسرین نے بھی لکھا ہے پس تکلف کر کے نزول کی طرف ضمیر پھیرنے کی کیا ضرورت ہے **ششم**۔ توریت شریف میں قیامت کا بیان توریت کے رنگ میں تھا۔ توریت کے بعد انجیل نے کھولکر قیامت کا علم بیان کیا ہے۔ اسواسطے وہ علم الساعۃ ہیں **ہفتم**۔ اگر مسیح علم الساعۃ ہے تو اسی سے آگے آتا ہے و عندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون۔ یعنی علم الساعۃ اللہ کے پاس ہے پھیل۔ اس طرح جسطرح شہداء عند ربہم ہیں یا جیسے تم لوٹ کر یعنی مر کر اللہ کے پاس جاؤ گے پس حیات کیونکر ثابت ہوئی **ہشتم**۔ آپ اس رکوع کو دیکھئے ولما ضرب ابن مریم مثلاً سے شروع ہوتا ہے مثل اسکو کہتے ہیں جو باربار واقع ہو پس انہ کی ضمیر مثیل ابن مریم کی طرف پھرتی ہے جو قریب قیامت آنیوالا ہے اگر یہ مثل نہ ہوتا تو آگے لما جاء عیسیٰ نہ فرماتا بلا ضمیر کافی تھی یہ سب باتیں بشرط تسلیم ہیں **نہم**۔ انہ کی ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے کیونکہ اس سورۃ کی ابتداء انا جعلناہ قرآنا عربیا سے ہوئی پھر لے

انہ فی ام الکتب فرمایا پھر انہ لذکر لک ولقومک فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ اور اس کے
دشمنوں کی ہلاکت کا ذکر کیا پھر ابن مریم کا ذکر کیا پھر وانہ لعلم للساعۃ سے قرآن مجید کا ذکر
کیا۔ اور اس قرآن کو بوجہ اسکے کہ اس میں قیامت کے نشانات قیامت کے دلائل قیامت کے
احوال ہیں علم للساعۃ فرمایا۔ اور اسکی اتباع کو صراط مستقیم فرمایا جیسا کہ اس سے پہلے فاستمسک
بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم میں اس وحی قرآن کو صراط مستقیم
فرما چکا ہے اور قرآن مجید کی طرف ضمیر پھیرنے میں ہم کبھی متفرد نہیں بلکہ اکثر تفاسیر میں ایسا ہی
ہے ملاحظہ ہوں چند حوالے۔ ۱۔ تفسیر معالم التنزیل۔ قال الحسن وجماعۃ وانہ یعنی وان
القرآن ۲۔ تفسیر جامع البیان۔ الضمیر للقرآن فان فیہ دلالۃ علیہا
۳۔ تفسیر غرائب القرآن۔ قیل الضمیر فی وانہ للقرآن وفیہ ثبوت الساعۃ
۴۔ تفسیر بیضاوی۔ الضمیر للقرآن فان فیہ لاعلام بالساعۃ ۵۔ تفسیر
روح المعانی۔ وعن الحسن وقتادہ وابن جبیر ان ضمیر فی وانہ للقرآن
چھٹا یہ کہ امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں نزول ابن مریم من السماء حدیث
صحیح لکھی ہے

ینزل کیساتھ من السماء ثابت نہیں	اور یہ جو آپ نے ینزل عیسیٰ بن مریم کے ساتھ من السماء کی زیادت کا حوالہ کتاب الاسماء والصفات سے دیا ہے اسکے بارے میں عرض ہے کہ میں پہلے آیات و صحیح

احادیث و اجماع صحابہ کرام و شہادت بزرگان عظام سے دکھا چکا ہوں کہ مسیح بن مریم
علیہ السلام فوت ہو چکے اور مردے دنیا میں واپس نہیں لائے جاتے تو اب ان تمام بینات
کے مقابل میں طبقہ چہارم کی ایک حدیث پیش کرنا کہاں تک قرین انصاف ہے جب کہ من السماء
سے یہ ثابت بھی نہیں ہو سکتا کہ واقع میں آسمان سے کچھ اترے۔ پڑھئے آیت ربنا انزل
علینا مائدۃ من السماء اور یہ مائدہ حضرت عیسےٰ کیلئے مقام مرحومہ سے نازل نہیں
ہوا تھا۔ اسی طرح بارش کے لئے وانزل من السماء ماء حالانکہ سب جانتے ہیں کہ بارش

بادلوں سے اترتی ہے جو تھوڑا ہی زمین سے بلند ہوتے ہیں۔ انجیل میں ابن مریم اپنا آسمان سے آنا بیان کرتے ہیں دیکھو یوحنا ۳ ۱۳ کیونکہ میں آسمان پر سے اسلئے نہیں اُترا۔ کہ اپنی مرضی پر بلکہ اسکی مرضی پر چلوں۔ حالانکہ وہ مریم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے دراصل جو زمینی نہیں ہوتے وہ آسمان والے ہی کہلاتے ہیں اور چونکہ مسیح نے آسمانی ہتھیاروں سے مسلح ہوکر نازل ہونا تھا اسلئے اسکے آنیکو آسمان سے اترنے کے ساتھ تعبیر کیا گیا خیر یہ بات تو بشرط تسلیم ہے ورنہ من السماء کی زیادت احادیث صحیحہ میں ثابت نہیں کتاب الاسماء والصفات میں حدیث یوں ہے اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال انا ابوبکر بن اسحٰق قال ان ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم رواہ البخاری فی الصحیح عن یحیٰی بن بکیر اخرجہ مسلم من وجه اخر عن یونس صفحہ ۳۰۱ جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام بیہقی نے اس حدیث کا ماخذ بحوالہ بخاری و مسلم کو بتایا ہے اب تمام جہان کی بخاری و مسلم دیکھ ڈالو اس میں من السماء کہیں نہیں اگر کسی مطبع والے نے اپنا خیال درج بطور تفسیر کردیا ہو تو الگ بات ہے ورنہ جب اصل میں من السماء نہیں تو نقل میں کیسے آسکتا ہے جو مطابق اصل نہیں بخاری مسلم دنیا میں موجود ہیں انکے دیکھنے سے فیصلہ ہوسکتا ہے اگر کتاب الاسماء والے کی اپنی روایت ہوتی تو ہم اسپر محدثانہ طرز میں بھی گفتگو کرتے مگر وہ بیچارا تو رواہ البخاری فی الصحیح و اخرجہ مسلم لکھکر اپنی ذمہ واری سے سبکدوش ہوتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ یہ حدیث میں نے ان کتابوں سے لی ہے اب ان کتابوں کو کھولکر دیکھ لیجئے کوئی من السماء

لہ بخاری جزء الثانی۔ باب نزول عیسٰی ابن مریم میں یہ حدیث یوں ہے حدثنا ابن بکیر حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شہاب عن نافع مولی ابی قتادۃ الانصاری ان ابا ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم دیکھئے وہی راوی ہیں بیہقی نے بیان کئے پھر حیرت ہے کہ من السماء کا لفظ کہاں سے ملگیا ۱۲

نہیں ہاں ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہے کہ فعل تو نزل ہی ہے اگر امامکم منکم سے مراد مہدی ہے تو کیا وہ بھی آپکے عقیدہ میں آسمان ہی سے نازل ہونگے۔

ساتواں یہ کہ آپنے پرائیویٹ چھٹی میں مجھے تفسیر ابن کثیر کی ایک حدیث کی طرف بڑے زور سے توجہ دلائی ہے کہ یہ مسند امام احمد حنبل کا ہے

جواب۔ مینے صفحہ ۲۳۷ فتح البیان کے حاشیہ تفسیر ابن کثیر کو پڑھا ہے میں حیران ہوں کہ آپنے اس میں کیا دیکھا جس سے میرے عقائد پر زد آتی ہے

آسمان پر قتل دجال کا مشورہ

اول وہ حدیث یوں شروع ہوتی ہے قال احمد حدثنا ھشیم بن العوام بن حوشب۔ قال احمد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث امام احمد حنبل کی نہیں بلکہ ابن ذات قطیعی سے ہے جسے محدثین نے قبول نہیں کیا اسلئے حجت نہیں دوم اس میں لیلۃ المعراج کا ذکر ہے اور رسول اکرم صلعم فرماتے ہیں لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام فتذکروا امر الساعۃ جس سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں بزرگ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اکٹھے کسی مکان میں موجود تھے پہلے دو تو آپ کے نزدیک بھی وفات یافتہ ہیں اور وفات کے بعد انبیاء کا مقام یقیناً جنت ہے پس حضرت عیسےٰ جو آپ کے نزدیک ابھی زندہ ہیں اور چوتھے آسمان میں ہیں وہ مردوں کے گروہ میں کیونکر شامل ہوئے پھر جنت کے بارے میں تو آیا ہے وما ھم منہا بمخرجین الحجر ۴۸ سوم اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور وہ بجسدہ العنصری اتریگا۔ بلکہ صرف اتنا ہے وفیما عھد الی ربی عز و جل ان الدجال خارج اور ہم مانتے ہیں کہ مسیح ؑ کی روحانیت نے نزول کیا۔ اور وہ بروزی رنگ میں ظاہر ہوئی اس مقام پر آپ براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ کا اقتباس بھی پڑھ لیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں میں اور مسیح ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں پس یہ مسیح دلائل و نشانات کی دو چھڑیاں لیکر آیا اور دجال اسے دیکھتے پگھلنے لگا۔ چہارم۔ ہم کہتے ہیں

کہ لیلۃ المعراج میں تو حضرت نبی کریم صلعم کو اسلام کی آئندہ ترقیات کا زمانہ دکھایا گیا تھا۔ پس اس میں ماممن نبی الا لہ نظیر فی امتی کے مطابق وہ موعود عیسٰے بھی دکھایا گیا۔ جو آخری زمانہ میں آنیوالا تھا۔ آپ فرمائیے آپکے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ عیسٰے جسے آسمان پر دیکھا وہ ناصرت کے رہنے والا تھا۔ اور قادیان کا نہیں تھا؟

حدیث کا مضمون تو صرف اسی قدر ہے کہ وہاں قیامت کے بارے میں گفتگو شروع ہوگئی عیسٰے نے کہا اللہ ہی کو معلوم ہے ہاں اللہ نے مجھے فرمایا کہ دجال نکلنے والا ہی میرے پاس دو چھڑیاں ہونگی جب مجھے دیکھیگا تو سیسہ کی طرح پگھل جائیگا۔ اللہ اسے ہلاک کریگا۔ یہاں تک کہ حجر و شجر بھی گواہی دینگے کہ میرے نیچے کافر ہے یعنی کافروں کو دلائل سے سوائے گریز کے کوئی چارہ نہ رہیگا۔

آٹھواں یہ کہ ابن عساکر ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ ینزل عیسٰی بن مریم من السماء اور یہ کہ بحوالہ درمنثورہ اتقان متوفیک ورافعک میں تقدیم و تاخیر ہے اور یہ کہ ابن عباسؓ نزول ثانی کے قائل ہیں اور موتہ کی ضمیر مسیح کی طرف پھرتی ہے چند آیات بھی پیش کی ہیں جن میں تقدیم و تاخیر ہے **جواب** اول الدرالمنثور وغیرہ تصانیف امام سیوطی کے بارے میں عجالۂ نافعہ و التعلیم الارشاد سے اقتباس دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیے **دوم**۔ حضرت ابن عباس کی روایات کے متعلق مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ ہوں جس سے آپکو معلوم ہوگا۔ کہ ابن عباس سے روایا کا لینا آسان نہیں

ابن عباس کے آثار کے متعلق احتیاط درکار ہے

مجمع البحار کے صفحہ ۵۰۹ پر لکھا ہے۔ فی المقاصد قال احمد ثلث کتب لیس لہا اصول المغازی والملاحم والتفسیر۔ فاما کتب التفسیر فمن اشہرہا کتابان للکلبی و مقاتل بن سلیمان ××× وقال احمد فی تفسیر الکلبی من اولہ الی آخرہ کذب لا یحل النظر فیہا ×× وفی الاحادیث عندہ مناکیر سیما عن ابی صالح عن ابن

مات سنة ست واربعين ومات وادهى طرق تفسير ابن عباس
طرق الكلبى عن ابى صالح عن ابن عباس فاذا انضم اليه محمد بن
مردان السدى الصغير فهى سلسلة الكذب (یعنی کتب تفسیر میں مشہور دو
کشف الظنون صفحہ ۲۹۹ - واما ابن عباس × × × وقد روى عنه فى التفسير
مالا يحصى كثرة لكن (۱) احسن الطرق عنه طريقة على ابن طلحة
الهاشمى المتوفى فى سنة ۱۴۳ واعتمد على هذه البخارى فى صحيحة (۲)
ومن جيد الطرق عنه طريق قيس بن مسلم الكوفى المتوفى سنة ۱۲۰
عن عطاء بن السائب طريق ابن اسحاق صاحب السيرة (۳) اوهى
طريقة طريق الكلبى عن ابى صالح والكلبى هو ابو النصر محمد
بن السائب المتوفى بالكوفة سنة ۱۴۶ فان انضم اليه رواية محمد بن
مردان السدى الصغير المتوفى سنة ۱۸۶ فهي سلسلة الكذب (۴) وكذلك
طريق مقاتل بن سليمان بن بشر الازدى المتوفى سنة ۱۵۰ × × ×
(۵) وطريق الضحاك بن مزاحم الكوفى المتوفى سنة ۱۰۲ عن ابن عباس
منقطعة فان الضحاك لم يلقه - وان انضم الى ذلك (۶) ورواية
بشر بن عمارة فضعيفة ضعف بشر (۷) وقد اخرج عنه ابن جرير وابن
ابى حاتم وان كان من رواية جرير عن الضحاك فاشد ضعفا لان جريرا شديد الضعف
متروك × × (کشف الظنون مصنفہ ملا کاتب چلپی - اس میں سات طرق کا ذکر ہے مگر پہلے دو طریقے مقبول ہیں باقی
ضعیف یا کذب ہیں) یہی عبارت التعلیم والارشاد کے صفحہ ۲۰ پر ہے اور اسکے ساتھ لکھا ہے هذه
طرق تفسير ابن عباس جيدها ورديئها فقلناها مرتبها وميزنا غثها
من ثمينها يغتر كل احد بنسبتها الى ابن عباس فان لابن عباس
منزلة فى تفسير القرآن لا تضارع وليس كل من روى عنه شيئا

ذ کتابیں ہیں ایک تفسیر کلبی کی دوسری مقاتل بن سلیمان کی اور امام احمد نے فرمایا کہ تفسیر کلبی میں اول سے آخر تک کذب ہے جسے دیکھنا بھی جائز نہیں اور اس میں سنگ حدیثیں ہیں بالخصوص جو بروایت ابی صالح ابن عباس سے ہوں

اور تفسیر ابن عباس کا ناکارہ طریق وہ ہے جو ابی صالح کی روایت سے ہو اگر اس میں محمد بن مروان السدی ہو تو پھر بالکل جھوٹ ہے

محقاً فی روایۃ بل فیہم الضعیف والکذاب فینبغی لمن نقل شیئ عن ابن عباس فی التفسیر ان یتبین الطریق التی روی لہ منہا فان کانت من الطرق الجیدۃ اعتمدھا والا ردھا (التعلیم والارشاد صفحہ ۲۱) یعنی ہر ایک بات جو ابن عباس سے روایت کی گئی ہے صحیح نہیں ہو سکتی بلکہ ان میں ضعیف و کذاب بھی ہیں بلکہ جو ابن عباس سے کچھ روایت کرے اسے چاہیئے کہ وہ سلسلہ روایت بھی بیان کرے اگر پہلے دو طریق سے ہو تو مقبول ہے ورنہ مردود **سوم**۔ نزول ثانی کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ مگر باایں ہمہ حیات مسیح کے قائل نہیں اسلیئے حضرت ابن عباس کے نزول ثانی کے قائل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ وفات مسیح کو نہیں مانتے **چہارم** لیؤمنن بہ قبل موتہ میں موتہ کی ضمیر مسیح کی طرف ہے یہ مانا مگر اس سے حیات مسیح کیونکر ثابت ہوئی کیونکہ وہ واقعہ صلیب جیسے اہل کتاب مانتے ہیں مسیح کی حقیقی موت سے پہلے ہوا۔ فافہم (ب) آپنے قسطلانی کے حوالہ سے لکھاہے کہ ابن عباس سے بسند صحیح مروی ہے قبل موتہ کی ضمیر عیسےٰ کی طرف پھرتی ہے میںنے قسطلانی صفحہ ۴۹۹ کو دیکھا ہے اسکی عبارت یہ ہے وبھذا جزم ابن عباس فیما رواہ ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنہ باسناد صحیح جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریر کی بنا پر یہ سب کچھ لکھا ہے لیکن ابن جریر میں ہرگز سند صحیح کا لفظ نہیں بلکہ صفحہ ۱۲۔ ابن جریر میں زیر آیت ان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ سب سے اول لکھا ہے اختلف اھل التاویل فی معنی ذلک فقال بعضہم معنی ذالک یعنی مفسرین نے انکے معنوں میں اختلاف کیا ہے اسکے بعد ابن عباس رض کی تین روایتیں اگر قبل موت عیسےٰ کے بارے میں ہیں تو چھ روایتیں ابن عباس رض کی قبل موت کتابی کے معنے کی ہیں فہرست ملاحظہ ہو

۱۔ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن سفیان عن ابن حصین قبل موتہ قبل موت عیسےٰ	۱۔ قال ابن عباس لو ضربت عنقہ لم تخرج نفسہ

۲۔ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن سفیان عن ابن حصین قبل موتہ قبل عیسےٰ

۳۔ حدثنی محمد بن سعد الی عمی ابی عن ابیہ عن ابن عباس قبل موتہ قبل موت عیسےٰ

۴۔ حدثنی عبداللہ بن صالح حدثنا معاویۃ عن علی عن ابن عباس قبل موتہ قبل موت عیسےٰ

۲۔ عن عکرمہ عن ابن عباس لا یموت الیہودی حتی یشہد ان عیسےٰ عبداللہ ورسولہ

۳۔ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس لا یموت الیہودی حتی یشہد ان عیسےٰ عبداللہ ورسولہٗ

۴۔ عن عکرمہ عن ابن عباس " " "

۵۔ عن عکرمہ عن ابن عباس " " "

۶۔ حدثنا ابن وکیع " " "

اور بعض نے یہ معنی کئے ہیں کہ سیدنا محمد صلعم پر ہر ایک کتابی اپنی موت سے پہلے ایمان لائے گا وقال اخرون معنی ذٰلک وان من اہل الکتٰب الا لیومنن بمحمد صلی اللہ قبل موت الکتابی ۲۔ عن حمید قال قال عکرمہ لا یموت النصرانی والیہودی حتی یومنن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور سعید بن جبیر جیسا ذکر قسطلانی نے کیا ہے اسی سعید بن جبیر سے اسکے خلاف روایت ابن جریر میں موجود ہے

(صفحہ ۱۲ ابن جریر) حدثنا ابن وکیع قال حدثنا ابی عن سفیان عن ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ ان من اہل الکتٰب قال قبل موت عیسےٰ

حدثنی اسحٰق عن ابراہیم بن جیب بن الشہید قال ثنا عتاب بن بشیر عن خصیف عن سعید بن جبیر عن ابن عباس وان من اہل الکتٰب ... ھی فی قراۃ ابی قبل موتہم لیس یہودی یموت ابدًا حتی یومن بعیسیٰ قیل لابن عباس ارءیت ان خر من فوق بیت قال یتکلم بہ فی ہوائہٖ

پنجم۔ ایسا ہی آپ درمنثور ملاحظہ فرمائیں ۶ طرق سے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت کے معنی ہیں کہ کتابی اپنی موت سے پہلے حضرت عیسٰے پر ایمان لاتا ہے آپ تفسیروں پر ایمان لانیوالے اسکا انکار کیونکر کر سکتے ہیں اور اگر اسکے خلاف کوئی روایت ہو تو پھر بھی بطریق حجت نہیں پیش کر سکتے۔

تقدیم وتاخیر

ششم (ا) تقدیم وتاخیر کے بارے میں عرض ہے کہ آپ نے خود ہی لکھا ہے علم بلاغت میں کسی نہ کسی اہمیت کے سبب سے تقدیم وتاخیر جائز ہے یہاں کونسی اہمیت ہے۔ بلکہ مفسرین نے بھی لکھا ہے کہ یہ وحی حضرت عیسٰی پر اسوقت ہوئی۔ جب اسکے مارنے کے درپے تھے اسوقت رافعک مقدم ہونا چاہیئے تھا تاکہ سفع پریشانی ہوجاتی یعنے میں تجھے بجسدہ العنصری اٹھاؤنگا نہ کہ متوفیک کیونکہ یہود بالفرض مار بھی دیتے تو توفی کی نسبت خدا ہی کی طرف کیجاتی فاعل حقیقی وہی ہے (ب) پھر رافعک کو تو پہلے کرلیا۔ اب متوفیک کو رکھئے کہاں رکھتے ہو آیت تو یوں ہے اذ قال اللہ یعیسٰی انی متوفیک و رافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ رفع بھی ہو چکا۔ اور کافرونکی صحبت سے بھی پاک ہوگئے اور پیرو بھی کفار پر فوقیت رکھتے ہیں اب اسکے بعد متوفیک الی یوم القیمۃ بنتا ہے یا الی یوم القیمۃ کے بعد متوفیک رکھیں تو معنے یہ ہونگے کہ قیامت کے بعد مرینگے

لہ فٹ نوٹ (۱) اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قبل موت الیہودی (۲) اخرج الطیالسی وسعید بن منصور وابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس ھی فی قراۃ ابی قبل موتہم بلکہ لکھا ہے اسمائے میں ابن عباس پر اعتراض بھی ہوا کہ اگر کوئی یہودی کوٹھے سے یکدم گر پڑے تو آپکو ان معنوں پر ایسا یقین تھا کہ فرمایا یتکلم بہ فی الہواء (۳) واخرج ابن جریر عن ابن عباس قال لو ضربت عنقہ لم تخرج نفسہ حتی یومن بعیسی (۴) اخرج ابن عبد بن حمید وابن جریر عن ابن عباس لایموت یہودی حتی یشہد ان عیسٰی عبد اللہ ورسولہ (۵) اخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس (۶) اخرج عبد حمید وابن جریر عن ابن عباس لایموت یہودی حتی یومن بعیسٰی

آیات میں کوئی مقدم مؤخر نہیں | (ج) جو آیات آپ نے پیش کی ہیں ان میں کوئی تقدم تاخیر نہیں بلکہ ہر ایک اپنے اپنے موقعہ پر ہے

پہلی آیت | ۱- واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ پ۲ ع۱۱

جنت تو مغفرت کا ثمرہ ہے اس میں جنت مقدم ہے مغفرت مؤخر **جواب** آپ غور فرمائیں فی الجنۃ نہیں بلکہ یدعوا الی الجنۃ ہے یعنی اسباب جو جنت کی طرف لیجائیں اور وہ تو مغفرت سے بہر حال اول ہی ہیں اللہ نے جنت میں پہنچانے کے لئے انبیاء و کتب وغیرہا اسباب نازل فرمائے۔ یدعوا بتاتا ہے دعوت الی الجنۃ کے بعد مغفرت حاصل ہوتی ہے۔ دوم جنت کے بعد بھی مغفرت کی طلب ہے یہ آیت پڑھئے یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیئ قدیر فرمایئے جب جنت میں داخل ہو چکے تو پھر یہ اغفر لنا کیسا ہے مغفرت و ایمان کے بہت سے درجے ہیں اور انسان کی ترقیات کی انتہا نہیں

دوسری آیت | ۲- کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تومنون باللہ پ۴ ع۳ میں ایمان مؤخر ہے۔ بحالیکہ ایمان کے بدوں کوئی عمل مقبول نہیں **جواب**۔ یہ واؤ تو حالیہ ہے یعنی تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو بحالیکہ تم خود بھی ایمان پر قائم ہو یہ نہ ہو کہ دیگراں را نصیحت خود را فضیحت۔ بیشک ایمان کے بدوں عمل قبول نہیں تو آیا اس امر بالمعروف کے وقت بھی ایمان چاہیئے یا نہیں۔ کیا آپ کے نزدیک کوئی ایمان لا کر پھر خواہ خود بے ایمان ہو جائے اور امر بالمعروف کرتا ہے تو جائز ہے۔ یہ دونو امر تو ایک وقت کے ہیں

تیسری آیت | ۳- وادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ پ۱ ع۶ و قولوا حطۃ وادخلوا الباب سجدا (پ۹ ع۱۰) سجدہ کا حکم دخول باب سے مقدم بھی ہے مؤخر بھی **جواب**۔ سجدہ کا حکم دخول الباب سے ہرگز مقدم نہیں ہے بلکہ دونوں آیتوں میں سجدا ہے یعنی باب میں داخل ہوتے ہوئے سجدہ کرو یوں کہنا چاہیئے کہ حطۃ سے

مقدم بھی ہے اور مؤخر بھی اسکا جواب سنئے کہ ہم بھی ہر روز سجدہ کرتے ہیں اور اس میں غفران طلب کرتے ہیں پس سجدہ کا حکم دیا تو ساتھ ہی بتا دیا اس میں کیا کہو **سوم** یہ خطاب ایک قوم سے ہے اور قوم میں دونوں قسم کے آدمی ہوتے ہیں ایک وہ جن پر نیکی غالب ہے ایک جو گناہ میں گرفتار ہوں پس ایک گروہ کے حسب حال پہلی آیت ہے اور ایک کے دوسری عبادت کی توفیق چاہنے کے لئے بھی توبہ کی ضرورت ہے جو گناہ آلود زندگی بسر کرتا ہے اسے سجدہ کی توفیق نہیں دیجاتی اور دوسرے گروہ کو بھی استغفار ضروری ہے تاکہ انکے اعمال کسی وجہ سے حبط نہ ہو جائیں اور توفیق چھین نہ لیجائے **چہارم**۔ سجدہ کے معنے تو فرمانبرداری کے ہیں۔ اور اسکے لئے حطۃ کے مقدم مؤخر ہونیکا کوئی اثر نہیں ﴿

پس اس آیت میں بھی کوئی تقدیم تاخیر نہیں تفسیر عزیزی میں ولا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ منها عدل و لا یقبل منها عدل و لا تنفعها شفاعة پر ایک لطیف سر لکھا ہے کہ بعض لوگ مال کو بچاتے اور سفارش سے کام لیتے ہیں اور بعض سفارش مقدم کرتے اور مال بعد میں رکھتے ہیں اسلئے دونوں گروہوں کے حسب حال فرمایا تقدیم تاخیر نہیں ﴿

چوتھی آیت | واللہ اخرجکم من بطون امهاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدة آیت میں خروج از بطن مقدم ہے اور عطاء سمع وبصر وافئدة مؤخر ہے مشاہدہ اور واقع اسکے برعکس ہے **جواب**۔ اس میں آپنے بہت دھوکہ کھایا ہے سمع اور بصر اور افئدة فرمایا ہے نہ کہ اذن وعین سمع وبصر سے تو وہ قوت مراد ہے جس سے سنا اور دیکھا جاتا ہے اور وہ تو اپنا کام بعد از خروج بطن ہی کرتی ہیں پھر اس حالت پر جو بطن مادر میں تھی لا تعلمون شیئا کا فتوے فرما دیا۔ اور پھر انسان کا بچہ پہلے سنتا ہے اسی لئے اذان کان میں کہی جاتی ہے پھر دیکھتا ہے پھر سمجھتا ہے اور دین کے بارے میں تو بعد از خروج بطن بلکہ بعد از بلوغ دین کی بات سنتا پھر دیندار و نکا نیک انجام اور بے دینوں کا بد انجام دیکھتا اور پھر دل میں سوچتا سمجھتا ہے پس یہ آیت بالکل مطابق مشاہدہ و واقعہ ہے

اور کوئی تقدیم تاخیر نہیں

آٹھویں نمبر میں آپنے اجماع اور محرف کتب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہی اسکا جواب ہو چکا البتہ حضرت ابن عباس کے بارے میں صفحہ ۷۶، ابن جریر سے نقل کیا جاتا ہے

ابن عباس یہودیوں سے آیات قرآن کے معنے پوچھ لیتے

حدثنا هناد قال ثنا عبيدة بن عبيد بن حماد الذهبی عن رجل عن كريب قال دعانی ابن عباس فقال اكتب بسم الله الرحمن الرحيم من عبد الله بن عباس الى فلان حبر هما سلام عليك فانی احمد اليك الله الذی لا اله الا هو اما بعد قال فقلت تبدءه تقول السلام عليك فقال ان الله هو السلام ثم قال اكتب سلام عليك اما بعد فحدثنی عن مستقر و مستودع- قال ثم بعث بالكتب الى اليهودی فاعطيته اياه فلما نظر اليه قال مرحبا بكتاب خليلی من المسلمين فذهب بی الى بيته ففتح اسفاطا له كبيرة. فجعل يطرح تلك الاشياء لا يلتفت اليها قال قلت ما شانك قال هذه اشياء كتبها اليهود حتی اخرج سفر موسى قال فنظر اليه مرتين فقال المستقر الرحم قال ثم قراه ونقر فی الارحام ما نشاء وقرء ولكم فی الارض مستقر ومتاع قال مستقره فوق الارض ومستقره فی الرحم ومستقره تحت الارض حتی يصير الى الجنة او الى النار (ابن جرير الجزء السابع) خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے ایک یہودی کو ایک آیت کے معنے پوچھ بھیجے اور اسنے سفر موسیٰ کی بنا پر معنے لکھے اور آپ ان کتب کی روایات پر اعتبار نہیں کرتے اور محرف کہتے ہیں حالانکہ جیسا میں لکھ چکا ہوں- اکثر مفسرین کا مذہب ہے کہ تحریف لفظی نہیں

ایلیا کا بروز یوحنا تھا

پھر آپنے ایلیا کا نزول یوحنا میں ماننے سے انکار کیا ہے اس بنا پر کہ یوحنا نے مثیل ایلیا ہونے سے انکار کیا

اسکے جواب میں عرض ہو کہ یہ مثیل تو بہت سی پیشگوئیوں کی بنا پر ہے ملاکی باب ۴ آیت ۵ سے پڑھو "دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ اور وہ باپ دادوں کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹوں کے دلوں کو انکے باپ دادوں کی طرف مائل کریگا" ٹھیک اس پیشگوئی کی بنا پر انجیل لوقا باب ۱ درس ۱۳ میں ہے فرشتے نے اس سے کہا اے ذکریاہ مت ڈر کہ تیری دعا سنی گئی اور تیری جورو الیسبات تیرے لئے ایک بیٹا جنیگی تو اسکا نام یوحنا رکھنا × × × اور بہتیرے اسکی پیدائش سے خوش ہونگے۔ لیکن وہ خدا کے حضور بزرگ ہوگا × × × اور بنی اسرائیل میں سے بہتوں کو انکے خداوند خدا کی طرف پھیریگا۔ اور وہ اس سے آگے الیاس کی طبیعت اور قوت کے ساتھ چلیگا۔ کہ باپ دادوں کے دلوں کو لڑکوں کی طرف اور فرمانبرداروں کو راستبازوں کی دانائی کیطرف پھیر کے خداوند کے لئے ایک مستعد قوم طیار کرے

دیکھئے ملاکی نبی کی کتاب میں پیشگوئی ہے اور پھر فرشتہ ذکریاہ کو بشارت دیتا ہے۔ کہ وہ موعود اب تیرے گھر پیدا ہوتا ہے چنانچہ ملاکی کے آخری الفاظ (خط کشیدہ) لوقا کے آخری الفاظ سے بالکل ملتے ہیں جس سے یقین آجاتا ہے کہ یوحنا ایلیا کی طبیعت اور قوت میں آنیوالا تھا۔ اسی بنا پر حضرت مسیح نے بڑے زور سے کہا دیکھو متی باب ۱۷ درس ۱۰ میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا × × تب شاگردوں نے سمجھا۔ کہ اسنے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا۔ اور انجیل میں ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں انمیں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا ظاہر نہیں ہوا × × × سب نبی اور توریت نے یوحنا کے وقت تک آگے کی خبر دی اور الیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے

اب یہ کہنا کہ یوحنا نے انکار کر دیا سو متذکرہ بالا شواہد مسیح اور فرشتہ کے خلاف کچھ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ ممکن ہے یوحنا کو خود بھی اسوقت خبر نہ ہو اور بعد میں مسیح کے فیصلہ کرنے سے مطلع ہوئے ہوں دوم انھوں نے یہ سمجھانے کے لئے کہ میں وہی الیاس نہیں ہوں انکار کیا۔ ہور

بتایا۔ بلکہ اسکی خو اور طبیعت اور قوت کے ساتھ ہوں چنانچہ یوحنا باب ۱ ہی میں اس پیشگوئی کا مصداق اپنے تئیں ٹھہرایا جو الیاہ کے دوبارہ آنے کے بارے میں ملاکی نے بتائی ہے وہ کہتے ہیں۔ میں ایک پکارنیوالے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ درست کرو اور ملاکی باب ۳ آیت ۱ میں ہے کہ دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کریگا۔ اور اسی حوالہ سے متی باب ۱۱ آیت ۹ میں ہے پھر تم کیا دیکھنے گئے کیا ایک نبی میں تم سے کہتا ہوں۔ بلکہ نبی سے بڑا کیونکہ یہ وہ ہے جسکی بابت لکھا ہے کہ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیرے آگے تیری راہ درست کریگا۔ خوب غور کرو ملاکی میں جس آنیوالے کی خبر دی ہے اسکی صفت بیان کی ہے تیرے آگے تیری راہ درست کریگا اور مسیح فرماتے ہیں یہ نشان یوحنا میں موجود ہے اور یوحنا اقرار کرتا ہے کہ میں وہی راہ درست کرنیوالا اور پکارنیوالے کی آواز ہوں پس یہ کہنا صحیح نہیں کہ یوحنا نے ایلیا کی خو بو اور قوت میں ہونیکا انکار کیا۔ ہاں یہ صحیح ہو سکتا۔ کہ وہی ایلیا بعینہٖ ہونیسے انکار کیا فقدبر اور اگر الیاہ برنگ یوحنا نہیں آیا۔ تو پھر مسیح بھی ابتک نہیں آیا

نویں نمبر میں آپنے مسیح موعود کے چند حوالوں میں اختلاف ظاہر کیا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) وہ آسمان سے نازل ہوگا (۲) نزول مسیح کا عقیدہ ہمارے ایمانیات کے جزو نہیں (۳) ایک کیا بلکہ دس ہزار مسیح آسکتا ہے (۴) ممکن ہے کہ وہ احادیث ظاہری کے مطابق دمشق میں ہی ظاہری جلال کے ساتھ نازل ہو (۵) جو آنیوالا مسیح موعود تھا وہ میں ہوں (۶) نزول مسیح کا مسئلہ متشابہات میں داخل ہے (ازالہ ۱۴۰-۱۸۱-۲۹۷-۲۶۱-۳۹۴)

جواب۔ آپکے حوالے غلط اور بعض اپنے الفاظ میں دئیے ہیں۔ کوئی اختلاف نہیں براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں آسمان سے نازل ہونیکا کہیں ذکر نہیں اسکی عبارت تو یہ ہے جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائینگے" دوم ما کنت تدری ما الکتٰب ولا الایمان نبی کریم کو خطاب ہے تو مسیح موعود تو

مندرجہ بالا فقرہ نکے حوالے غلط ہیں اور پھر کوئی اختلاف نہیں

اسکا غلام ہے اسے جب تک علم نہ دیا گیا اسنے یہی عقیدہ بتایا جو عوام کا ہے جب خدا سے علم پایا۔ تو پھر

اصل حقیقت ظاہر کردی اور یہ انکے مفتری نہ ہونے اور بناوٹ سے خالی ہونیکی دلیل ہے (۲) جب علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث ہے تو پھر ایک کیا ہزار مسیح آسکتا ہے بیشک آسکتا ہے اور یہ فقرہ مسیح موعود ہونیکے خلاف نہیں کیونکہ اسکے ساتھ موعود کی شرط ہے جو آخری زمانہ میں یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر کا فرض ادا کریگا۔ باقی مسیح کی خو بو پر کئی علماء ربانی ہوئے کئی ہونگے (۳) نزول مسیح اور چیز ہے اور مسیح پر ایمان اور چیز بیشک مسیح کے نزول کا عقیدہ ہمارے دین کے رکنوں سے کوئی رکن نہیں بلکہ ایک پیشگوئی ہے مگر پیشگوئی جب پوری ہو جائے تو ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اور اسکی تکذیب سے رسول کی تکذیب لازم آتی ہے پس جب مسیح نازل ہو چکا تو اب اسپر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسے دوسرے انبیاء پر اس فرق کو خوب سمجھ لیجئے۔ جب ہم امنت باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ کہینگے تو رسلہ کی ذیل میں مسیح کو بھی لائینگے البتہ مسیح کے نزول سے پہلے کوئی یہ کہتا تھا کہ میں نزول مسیح کے عقیدے پر جو رکن ہے دین کا ایمان لایا اور آپ بتائیے اہل سنت کے نزدیک اس آنیوالے مسیح پر ایمان واجب ہے یا نہیں؟ (۴) صفحہ ۲۹۱ پر یہ عبارت ہے اسوقت انکار نہیں اور نہ اب انکار ہے کہ شاید پیشگوئیوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے اور کوئی مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو شاید کو غور سے پڑھیئے یہ تو سب احتمالات ہیں (۵) صفحہ ۲۹۴ و ۲۹۵ میں تو یہ عبارت ہے ممکن ہے کہ ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ بھی آئے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو لفظ "ممکن ہے" جو صرف خصم کو علی سبیل التنزل دعوی کیطرف متوجہ کرنے کے لئے ہے پر غور کیجئے دوم۔ مسیح موعود کے متبعین سے کوئی ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ آکر پیشگوئیوں کو ظاہری الفاظ میں پورا کریگا۔ تو وہ کام مسیح موعود کا ہی سمجھا جائیگا جیسا کہ حضرت نبی کریم کے خلفاء کے کام نبی کریم صلعم سے منسوب ہیں

اسی طرح صفحہ ۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷ کے تین مختلف فقرے آپنے ملاکر ایک فقرہ بنالیا ہے دیکھئے آپنے پہلے لکھا ہے "اے میرے دوست مجھے اس بات کے ماننے اور قبول کرنے سے معذور تصور فرمائیے کہ وہی مسیح ابن مریم جو فوت ہو چکا ہے اپنے خاکی جسم کے ساتھ پھر آسمان سے اتریگا"

پھر آپنے لکھا ہو صفحہ ۲۹۷ "آیات متشابہات یعنی جن کا سمجھنا عقل پر مشتبہ ہے۔ انکے ظاہری معانی پر ہرگز زور نہیں دینا چاہیئے کہ درحقیقت یہی مطلب اور مراد خدا تعالےٰ کی ہو بلکہ اسپر ایمان لانا اور اسکی اصل حقیقت کو حوالہ بخدا کر دینا چاہیئے"

اور پھر فرمایا ہو صفحہ ۲۹۹ "لیکن اگر ہم علم میں ایسے راسخ کئے جائیں جو الہامی طور پر ہمیں وہ معقولی راہ دکھلائی جائے جس سے لوگ مطمئن ہو سکتے ہیں تو پھر کچھ ضرورت نہیں کہ ہم ایسی آیت یا حدیث کو متشابہات میں داخل رکھیں بلکہ ان معقولی معنوں کو جو الہام کے ذریعہ سے ظاہر ہوئے ہیں شکر کیساتھ ہم قبول کرینگے۔ کجا حضرت اقدس کے یہ فرمان جس میں بڑے زور سے بتایا گیا ہو کہ کسی حدیث یا پیشگوئی کے معنے کر نہیں کسی بات پر اڑ نہ جانا چاہیئے بلکہ راسخ فی العلم کی پیروی کرنی چاہیئے جیسا کہ اس زمانے میں بعض پیشگوئیوں کے بارے میں جو جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں ان میں راسخ فی العلم مسیح موعود کے فیصلہ پر ایمان لانا چاہیئے اور کجا آپکا فقرہ جو آپنے حضرت اقدس سے منسوب کیا ہو غور فرمائیں نزول مسیح کا مسئلہ بالفرض متشابہات میں تھا۔ تو بھی راسخ فی العلم نے اسے محکم کر دیا دوم یہ تو طریق تقویٰ تھا کاش آپ ایسا ہی کرتے کہ اس مسئلہ پر اولاً مجملاً ایمان لاتے اور کم از کم مسیح موعود کی مخالفت ہی سے باز رہتے پھر اللہ ہدایت بخشتا

آنحضرت صلعم سے بڑھکر تفسیر کرنیکا دعویٰ نہیں

اسی نمبر میں آپنے ظاہر کیا ہو کہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۱۹ پر حضرت صلعم سے بڑھکر تفسیر بیان کرنیکا اس لٹریچر کو دعویٰ ہے

جواب۔ مینے صفحہ ۱۹ کو غور سے پڑھا اور مجھے افسوس ہو کہ آپنے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہو اصل الفاظ نقل کرتا ہوں "یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت صلعم نے **بیان فرمائے** ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں" غور فرمایئے حضور امام مغفور نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ آنحضرت صلعم معارف جانتے تھے ان سے زیادہ کچھ نہیں بلکہ بیان فرمائے فرمایا ہو اور یہ سچ ہو آپ ہی ایمان سے کہیئے کہ اسقدر تفاسیر جو لکھی گئی

ہیں۔ کیا سب کی سب اول سے آخر تک آنحضرت صلعم کی بیان فرمودہ ہیں اگر نہیں تو پھر کیا یہ سچ ہے کہ قرآن کریم کے جو معارف آنحضرت صلعم نے بیان فرمائے ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں خدا تعالےٰ کے کلام کے لئے ضروری ہے کہ اسکے عجائبات غیر محدود اور نیز بیمثل ہوں اور بعض نعماء الہی پچھلے زمانے میں ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں انکا اثر اور وجود پایا نہیں جاتا۔ جسقدر صد ہا نباتات جدیدہ کے خواص اب دریافت × × ہوئے ہیں۔ پہلے انکا کہاں وجود تھا۔ اسی طرح اس قسم کے حقایق و معارف مخفیہ قرآن کریم میں موجود ہیں جو ہر یک زمانہ میں اس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق ہیں

بڑا تعجب ہے کہ آپ علماء ظاہر کے بعض اقوال کو تو جزو ایمان بناتے ہیں۔ اور اس بزرگ کی تفسیر کو تفسیر بالرائے اور خلاف صحابہ و تابعین قرار دیتے ہیں جو براہ راست خدا سے علم پاتا ہی اور اس سرچشمہ سے سیراب ہے جس سے یہ کلام نازل ہوا۔ کاش آپ الطبقات الکبریٰ امام شعرانی کی یہ عبارت ہی پڑھ لیتے۔ وقد یعطی اللہ تعالیٰ من جاء فی اٰخر الزمان اجبہ اھل العصر الاول فان اللہ اعطی سیدنا و حبیبنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم مالم یعط الانبیاء قبلہ۔ ثم وباللہ العجب من من کثیر من المتفقھۃ ینکرون ما اجمع علیہ الاولیاء و یصدقون بما وصل الیھم علی لسان فقیہ واحد وربما یکون استنادہ فی ذلک القول الیٰ دلیل قیاسی ضعیف او الیٰ شذوذ من القول ما ذالک الا الغلبۃ الحرمان ثم معرفکانا ذا اصابہم او مصیبۃ یاتی الیٰ قبورھم (لوافح الانوار) یعنی اللہ تعالےٰ اسے جو پچھلے زمانہ میں ہو وہ کچھ (علم) عطا فرما دیتا ہی جو پہلے زمانہ والونکو نہیں دیا گیا۔ چنانچہ سیدنا محمدؐ کو وہ کچھ دیا گیا۔ جو پہلے انبیاء کو نہ دیا گیا اور تعجب ہے کہ اکثر لوگ اسبات سے تو انکار کرتے ہیں جسپر اولیاء جمع ہوگئے اور جو کسی ایک فقیہ کی زبان سے پہنچے اسے فوراً تسلیم کر لیتے ہیں خواہ وہ قول کسی دلیل قیاسی ضعیف یا شاذ قول پر مبنی ہو۔ یہ ان لوگوں کی سخت بدبختی ہی اور پھر لطف یہ کہ اگر کوئی مصیبت

پچھلوں کو پہلوں سے زیادہ علم دیا گیا

پڑے تو انہی اولیاء کی قبور کی طرف دوڑتے ہیں جنکی باتوں کو نہیں مانتے۔ باقی رہا یہ کہ حضور مغفور کی
تفسیر اور بیان کردہ معارف و حقایق کو علماء زمانہ نہیں مانتے تو یہ تعجب نہیں کیونکہ فتوحات

علماء مسیح موعود کے منکر ہونگے

مکی جلد ثالث حدیث نواس بن سمعان کے نیچے صفحہ ۳۶۰ میں ہے
اعداءہ مقلدۃ العلماء اہل الاجتہاد۔ لما
یرونہ من الحکم بخلاف ما ذہبت الیہ ائمتہم کہ اس موعود کے دشمن علماء
ہونگے کیونکہ وہ اسکے فیصلے اپنے ائمہ کے خلاف دیکھینگے۔ نمبر ۱ میں آپنے ان من اہل الکتب

ان من اہل الکتب کے معنی تم لوگ غلط کرتے ہو

الا لیومنن بہ کے معنوں میں ہمارا اختلاف بیان کیا ہو مگر یہ نہیں بتایا کہ حضرت
مسیح موعود اور فاضل امروہی اور خلیفۃ المسیح کے ترجموں میں کیا تناقض
ہے وہ ترجمے پیش کیجئے ہیں تو کوئی اختلاف نہیں پاتا۔ البتہ آپکے مفسرین میں اختلاف ہے کوئی
لیومنن کو استقبال کے لئے بتاتا ہو کوئی حال کے لئے کوئی موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف پھیرتا ہے
کوئی مسیح کی طرف۔ تفسیر کشاف میں ہو (۱) الا لیومنن بہ قبل موتہم (۲) قیل الضمیر
فی بہ یرجع الی اللہ تعالیٰ (۳) قیل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس پہلے آپ
اپنے گھر میں فیصلہ کریں۔ اور ان اعتراضات کا جواب دیں۔ جو ان معنوں پر پڑتے ہیں یعنی اگر یہ معنے
کئے جائیں کہ ہر اہل کتاب مسیح کے نزول کیوقت مسیح پر ایمان لائیگا۔ تو بتانا چاہیئے کہ (۱) ان
میں وہ اہل کتاب کسطرح شامل ہونگے جو مسیح سے پہلے مر چکے ہیں اور پھر جو مسیح کے نزول کیوقت
جنگ میں مرینگے ان من اہل الکتب سے تو یہ واضح ہو کہ ہر اہل کتاب (۲) دوم یہ کہ تمام
اہل کتاب کا ایمان لانا خلاف ہو آیت فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم
القیمۃ کے اور کا یزالون مختلفین کے اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین
کفروا الی یوم القیمۃ کے پس وہ معنے کیوں کئے جائیں جس سے بہت سی آیات کا انکار
لازم آتا ہو

خدا مسیح سے بہتر پیدا کر سکتا ہو

نمبر ۱۱ میں آپنے میری اس فقرہ پر اعتراض کیا ہو "جس قادر مطلق

نے حضرت عیسیٰ ع کو پیدا کیا وہ ایسا ہی اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کرسکتا۔ اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے تو وہ آیت پیش کرنی چاہیئے ؛

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حدیث کی ضرورت نہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے اسلئے کہ قرآن مجید اصل الاصول ہے اسکا نام لیا اچھا آپ کوئی حدیث کوئی قول کسی امام کا پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ خدا تعالےٰ عیسےٰ سے بہتر نہیں پیدا کرسکتا ؛ اکمل

محمود بہ حال زار

محمود بہ حال زار کیوں ہو — کیا رنج ہے بے قرار کیوں ہو
کس بات سے تم کو پہنچی تکلیف — کیا صدمہ ہے دلفگار کیوں ہو
ہاں سوکھ گیا ہے کونسا کھیت — کچھ بو تو اشکبار کیوں ہو
جب تک نہ ہو کوئی باعث درد — بے وجہ پھر اضطرار کیوں ہو
میں باعث رنج کیا سناؤں — کیا کہتے ہو بے قرار کیوں ہو
دل ہی نہ رہا ہو جس کے بس میں — وہ صبر سے شرمسار کیوں ہو
سب جس کی امیدیں مر چکی ہوں — زندوں میں وہ پھر شمار کیوں ہو
دولہا نہ رہا ہو جب دلہن کا — بیچاری کا پھر سنگار کیوں ہو
کاٹے گئے جب تمام پودے — گلشن میں مرے بہار کیوں ہو
آنکھوں میں رہی نہ جب بصارت — دیدار رُخ نگار کیوں ہو
جس شخص کا لٹ چکا ہو گھر بار — خوشیوں سے بھلا دوچار کیوں ہو
اسلام گھرا ہے دشمنوں میں — مسلم کا نہ دل فگار کیوں ہو
ماضی نے کیا ہے جب پریشاں — آئندہ کا اعتبار کیوں ہو
کیا نفع اٹھایا ترک دیں سے — دنیا پہ یہ جاں نثار کیوں ہو

ریویوز

الفضل کا خیر مقدم

فضل ہی تھا جس نے ہمیں وہ دن دکھائے جب آسمان رسالت پر چودہویں کا چاند درخشاں تھا۔ اور افق وحی پر ضیا بخش دیدۂ عرفان پھر فضل ہی تھا جسنے ہمیں اندھیرے میں نہ چھوڑا اور ہمارے لئے نور بخشا پھر وہی فضل ہی جو اب ہماری صبح امید کا ستارہ ہی فضل ہی اس جماعت کو ایک خاص تعلق ہی مسیح کی تمام کامیابیونکا دارومدار بھی فضل ہی پر ہی اسلئے اسکا نزول آسمان سے بتایا گیا ہی مسیح کی جماعت بھی فضل ہی کے ذریعہ ترقی کریگی کیونکہ فضل ہی سے اس میں ایک رسول کی بعثت ہوئی چنانچہ سورہ جمعہ میں وآخرین منہم لما یلحقوا بہم سے مسیح کی جماعت کا ذکر فرما کر ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم پھر خدا کی آخری وحی میں بھی فضل ہی سے نجات بتائی گئی اور مسیح کے فرزند کا نام فضل رکھا بلکہ اسکے ساتھ ایک فضل کی خبر دی دیکھو سبز اشتہار مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء صفحہ ۷ (۱) اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہی وہ اگرچہ ابتک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہی پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالے کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں نادان اسکی بات پر ہنستا ہی اور احمق اسکی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہی کیونکہ آخری دن اسکی نظر سے پوشیدہ ہی اور انجام کار اسکی آنکھوں سے چھپا ہوا ہی (صفحہ ۱۰) اور خدا تعالے نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جسکا نام محمود بھی ہی وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللہ ما یشآء اور خدا تعالی نے مجھپر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی (صفحہ ۱۲) اور یہ فقرہ کا نہیں بھولنا چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہی وہ مصلح موعود کے حق میں ہی کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہی کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہی وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہی کہ اسکے ساتھ فضل ہی کہ جو اسکے آنیکے ساتھ آئیگا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہی اور ایک الہام میں اسکا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہی"

یہ تو خدا کی باتیں ہیں جب اور جس رنگ میں چاہے پوری کرے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم فضل کے محتاج

پھر ادھر ہیں اور رہینگے بس اس فضل کا خیر مقدم بھی ہم محبت بھری آنکھوں اخلاص بھری دل اور مشتاق ہاتھوں کیساتھ کرتے ہیں غلطی پر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ آئے دن نئے اخبار نکلنے سے موجودہ اخباروں اور رسالوں کی حالت خراب ہو جائیگی نہیں بلکہ سدھر جائیگی ابھی تو ایک اور اخبار* ہمارے سلسلہ کا مع سٹیم پریس کے لاہور سے نکلنے والا ہے جو وکا نقلوا اولادلھم خشیۃ املاق نحن نرزقہم و ایاکم کی فلاسفی نہیں سمجھے وہ گھبرایا کریں یا ہماری مخالف پیچ و تاب کھایا کریں ہم تو خوش ہوتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں اللھم زد فزد میرے مسیح میرے آقا ماں اس شہ خوبان کا سراپا دکھانیوالے بہت سے آئینے ہوں اور وہ حقیقت منتظرہ نئے نئے لباس میں نئی نئی شان سے جلوہ گر ہو اور دیکھنے والے دیکھیں میں خوش ہوں کہ الفضل کے اجراء پہ بہت سی جان نثارانہ دعوی محک امتحان میں آئینگے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہمارا امام زادہ تقوے کی کن باریک راہوں پر قدم زن ہے ریویو الفضل کے دو چار پرچے دیکھکر ہوگا

کلام محمود نام بھی محمود کام بھی محمود پھر کلام کیوں محمود نہ ہو رنج فراق کی بیقرار کر دینے والی گھڑیوں میں کلام آمیز الا محبوب علم ینزل کے حضور میں جذبہ اشتیاق بڑھانیوالا یہ کلام مسعود صاحبزادہ مرزا محمود کا ہے آپ پڑھیں اور ترقیات روحانی میں بڑھیں سنیں اور سر دھنیں ۲ پونڈ کے چکنے ولایتی کاغذ پر ڈبل اجرت چھپوائی کی دیکر خاص اہتمام سے چھپوایا گیا ہے اور قادیان میں پہلی کتاب ہے جو زیور نفاست سے متحلی ہو کر منجلی ہوئی ہے دفتر تشحیذ کے پتے پر ۸ سے ملیگی

چاول اعجاز نما ایک چاول پر تمام سورہ اخلاص (قل ھو اللہ احد) لکھی ہوئی ہے بلکہ لینے والیکا نام بھی ہندوستانی صنعت کا اعلیٰ نمونہ ہے چاندی کی ایک خوشنما عطر دانی میں بند ہے اسکے ساتھ حروف کو بڑا دکھانیوالا ایک شیشہ بھی ہے اصل قیمت للعہ بتائی گئی ہے مگر عید الفطر تک تشحیذ الاذہان کا حوالہ دینے سے عہ میں ملیگا ناظرین کرام اسکی قدردانی فرمائیں۔ پتہ عائشہ بیگم قاضی سٹریٹ امروہہ (مراد آباد)

تاج روغن موری دروازہ دہلی کے پتہ پر آپ خوشبودار روغن بالوں میں لگانیکا منگوائیے آنولہ نمبور کے تیل میں خوشبو بسائی گئی ہے مختلف قسمیں ہیں مقوی دماغ قیمت ۱۲ سے ایک روپیہ ڈیڑھ روپیہ تک فی شیشی

٭ علاوہ دو مضامین کے

رسیدات زر

۱۳۶۵ جناب ڈاکٹر جان محمد صاحب بقیہ قیمت سنہ ۱۲ء
۱۳۴۵ " خان محمد فرزند خان " امیاد کلقیمت سنہ ۱۲ء
۱۳۱۷ " شیخ محمد حسین " بقیہ قیمت سنہ ۱۲ء
۱۰ اگست سنہ ۱۲ء

۱۳۵۲ " محمد الدین " سنہ ۱۲ء
۱۳۵۱ " غلام محمد
۱۵۶۲ " محمد علی " قیمت سنہ ۱۲ء
۱۱۳۱ " سید غلام مصطفےٰ فوجدار سنہ ۱۲ء
۱۵۵۱ " حافظ محمد اسحٰق " قیمت سنہ ۱۲ء
۱۲ اگست سنہ ۱۲ء

۱۳۹۱ جناب منشی علی محمد صاحب سنہ ۱۲ء
۱۳۱۵ " چوہدری غلام علی " سنہ ۱۲ء
۱۴ اگست سنہ ۱۲ء

۱۳۲۱ " منشی عبد اللہ خان " سنہ ۱۲ء
۱۳۸۹ " شیخ قدرت اللہ " سنہ ۱۲ء
۱۵ اگست سنہ ۱۲ء

۱۳۸۰ " منشی ہاشم علی " سنہ ۱۲ء
۱۳۵۰ " میاں عبد الرحمن " بقیہ سنہ ۱۲ء
۱۳۰۹ " غلام محمد "
۱۶ اگست سنہ ۱۲ء

۱۳۵۳ " عبد الرحمن صاحب سنہ ۱۲ء
۱۵۶۳ " علی محمد " سنہ ۱۲ء
۱۵۶۵ " مولا بخش " سنہ ۱۲ء
۱۳۴۳ " حکیم اللہ دتہ " سنہ ۱۲ء
۱۹ اگست سنہ ۱۹۱۳ء

۱۳۶۳ " مولوی حیدر علی " سنہ ۱۲ء
۱۵۶۲ " رحیم بخش " سنہ ۱۲ء
۱۳۴۴ " علی محمد " سنہ ۱۲ء
۱۳۳۴ " ماسٹر محمد سعد اللہ " سنہ ۱۲ء
۱۳۳۵ " سید مبارک شاہ "
۲۰ اگست سنہ ۱۲ء

۱۳۰۱ " غلام رسول " سنہ ۱۲ء
۲۲ اگست سنہ ۱۲ء

۱۳۱۷ " ڈاکٹر حسین بخش " سنہ ۱۲ء
۱۳۴۶ " منشی غلام مرتضیٰ "
۲۵ اگست سنہ ۱۲ء

۵۶۹ " محمد صغیر "
۱۳۲۰ " سید محمد فتح علی شاہ " سنہ ۱۲ء
۲۸ اگست سنہ ۱۲ء

۱۳۴۳ " محمد خان " بابت جز قیمت سنہ ۱۲ء
۳ ستمبر سنہ ۱۲ء

۱۵۶۷ جناب عبد الرحمن صاحب سنہ ۱۲ء
۱۶۶۳ " حاکم دین " جنوری تا مارچ ۱۲ء قیمت سنہ ۱۱ء
۱۵۶۹ " مولوی محمد دین "
۵ ستمبر سنہ ۱۲ء

۱۶۶۹ " بابو محب الرحمن " بابت سنہ ۱۲ء قیمت رسالہ
۹ ستمبر سنہ ۱۲ء

۱۵۰۱ " اکبر علی " سنہ ۱۲ء
۱۱۲۲ " گلاب الدین " سنہ ۱۲ء بابت سنہ ۱۱ء
۱۰ ستمبر سنہ ۱۲ء

۱۳۳۶ " میاں نور علی "
۱۴ ستمبر سنہ ۱۲ء

۳۶۹ " برکت علی "
۱۸ ستمبر سنہ ۱۲ء

۱۵۲۲ " اہلیہ ڈاکٹر رشید الدین "
۲۳ ستمبر سنہ ۱۲ء
۱۵۶۳ " غلام حسین و فیض بخش و جلال الدین صاحبان
۲۴ ستمبر سنہ ۱۲ء

۱۵۰۶ " منشی گلاب الدین "
۲۸ ستمبر سنہ ۱۲ء

۱۵۰۱ " منشی عبد العزیز "
۱۵۵۵ " مرزا احسن بیگ صاحب بابت قیمت سنہ ۱۱ء
۲ اکتوبر سنہ ۱۲ء
۱۷۱ " مولوی احمد حسین "

۴ر اکتوبر سنہ ۱۲ء

۱۰۰۴ جناب غلام حیدر صاحب ۱ر
۱۱۱۶ ،، بابو دین محمد ،، ۱ر
۷ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۱۵۸۴ ،، مرزا عبد الکریم ،، ۱ر
۱۰ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۱۱۰۰ ،، مرزا برکت علی ،، عہ
۱۲ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۳۴۹ ،، جمال الدین ،، ۱ر
۱۵ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۱۲۳ ،، گلاب الدین ،، ۸
۱۱۵۸ احمد الدین ،، ۱ر
۱۹ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۱۴۶۱
۱۵۱۱ ،، کریم بخش ،،
از اپریل سنہ ۱۲ تا اپریل سنہ ۱۳
۲۱ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۱۰۳۱ ،، سید محمد اسحق ،، عہ
بابت سنہ ۱۲ چندہ ممبری
۲۴ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۵۹۵ ،، محمد عبد اللہ صاحب ،،
قیمت رسالہ سنہ ۱۲ و سنہ ۱۳
۲۸ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۱۵۸۰ ،، حکیم تاج محمود سنہ ۱۲ ۱ر
۱۱۹۴ ،، خواجہ بشیر الدین ،، عہ
۱۳۸۰ ،، حکیم محمد عبد الجلیل بقیہ سنہ ۱۲ ،، ۲ر
۲۸۰ ،، چراغ دین سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۲۹ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۸۷۲ ،، فیض الرحمن سنہ ۱۲ ،، ۱ر

۳۰ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۲۷۴ ،، نعمت خان سنہ ۱۲ صاحب ۱ر
۹۹۵ ،، رحمت اللہ سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۱۱۵۹ ،، میاں غلام محمد سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۱۳۰۹ ،، ڈاکٹر جلال الدین بقیہ سنہ ۱۲ ،، عہ
۱۳۷۹ ،، شیر افضل خان بقیہ سنہ ۱۲ ،، عہ
۳۱ر اکتوبر سنہ ۱۲ء
۱۲۷۵ ،، دلاور خان سنہ ۱۲ ،، عہ
۱۵۷۹ ،، چوہدری طفیل محمد سنہ ۱۲ ،، عہ
۳۱۵ ،، محمد عجب خان سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۱۱۴۲ ،، منشی محبوب عالم سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۱۱۹۷ ،، حاجی عبد العزیز سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۱۴۶۹ ،، محمد حفیظ سنہ ۱۲ ،، ۱ر
یکم نومبر سنہ ۱۲ء
۹۳۴ ،، شیخ سلطان محمود سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۶۳۹ ،، شکر الدین سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۱۲۹۹ ،، نبی بخش ،، ۱ر
۶۶۴ ،، میاں روشن دین ،، عہ
۱۲۳۰ ،، خانزادہ گل محمد ،، ۱ر
۲ر نومبر سنہ ۱۲ء
۱۳۵۶ ،، کریم بخش ،، عہ
۴ر نومبر سنہ ۱۲ء
۸۱۰ ،، چوہدری غلام احمد ،، ۱ر
۶۹۷ ،، سید دلاور حسین ،، ۱ر

۹۸۶ ،، بابو عبد العزیز صاحب سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۲۹۱ ،، منشی حبیب الرحمن سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۱۲۴۳ ،، مولوی کبیر الدین سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۵۰۶ ،، چوہدری غلام محمد سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۵۸۴ ،، راجہ محمد اسماعیل سنہ ۱۲ ،، ۱ر
۱۲۶۱ ،، ظفر عالم سنہ ۱۲ ،، عہ
۱۳۹۲ ،، حکیم عبد الحق سنہ ۱۲ ،، عہ
۱۳۶۲ ،، فیروز الدین سنہ ۱۲ ،، عہ
۱۱۱۶ ،، بابو دین محمد سنہ ۱۲ ،، عہ
۵۷۸ ،، میاں عبد العزیز بقیہ سنہ ۱۲ ،، ۹۰
۱۰۱ ،، محمد عبد اللہ بقایا سنین ،، للہ
۶ر نومبر سنہ ۱۲ء
۲۴۲ ،، مرزا جمیل بیگ ،، ۱ر
قیمت سنہ ۱۲ و سنہ ۱۳
۱۱۱۹ ،، حافظ محمد اسحاق ،، ۱ر
نیازی قیمت سنہ ۱۲ء
۱۱۲۰ ،، بابو محمد شفیع ،، ۱ر
قیمت سنہ ۱۲ - چندہ ممبری سنہ ۱۲
۹۴۳ ،، محمد بخش ،، ۱ر
۱۰۶۶ ،، عبد المجید ،، ۱ر
رسالجات سنہ ۱۱ قیمت سنہ ۱۲
۷ر نومبر سنہ ۱۲ء
۱۰۷۰ ،، عبد اللہ خان ،، ۱ر
قیمت سنہ ۱۲ چندہ عہ
۲۷۷ ،، سردار خان ،، ۱ر
سنہ ۱۲ء

نمبر ۹۲ جناب چوہدری حسین بخش صاحب ۲/۶؍ سنہ ۱۲

نمبر ۱۳۴۲ ۔ مرزا محمد شفیع ۱/عہ سنہ ۱۲

نمبر ۲۰۶ ۔ نور العمین بشیر محمد ۶؍ سنہ ۱۲

نمبر ۱۱۰۳ ۔ سید محمد اسحٰق ۔ عہ چندہ ممبری سنہ ۱۲

نمبر ۷۵ ۔ حسین خان ماسٹر ۔ ۸/عہ سنہ ۱۲

۹ نومبر سنہ ۱۲

محمد منظور الٰہی لاہور للعہ اعانت

نمبر ۱۳۶ ۔ نور الٰہی ۔ ۶؍ سنہ ۱۲

نمبر ۹۶۱ ۔ چوہدری مہدی حسین ۲/۶؍ سنہ ۱۲

نمبر ۳۰۹ ۔ قاضی عبد الخالق ۱/۶؍ سنہ ۱۲

نمبر ۱۳۱۶ ۔ قاضی فتح محمد ۔ ۱/عہ سنہ ۱۲

۱۱ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۴۱۹ ۔ منشی نبی بخش ۲/۶؍ سنہ ۱۲

۱۲ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۹۷ ۔ مولوی محمد عبد اللہ ۔ ۲/عہ بقیہ سنہ ۱۲

۱۳ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۲۷۴ ۔ لیاقت حسین ۔ ۲/عہ

۱۴ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۷۵۶ ۔ چوہدری غلام حسین ۱/۶؍ سنہ ۱۲

۱۶ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۱۰۳ ۔ مرزا برکت علی ۔ ۸؍

نمبر ۲۹ ۔ سید احمد حسن صاحب ۲/عہ

۱۸ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۰۲۱ ۔ مولوی نور احمد سنہ ۱۲ ۔ ۲/۶؍

نمبر ۱۰۷۲ ۔ ڈاکٹر اقبال علی ۔ ۱/ے قیمت سنہ ۱۲ ۔ جنوری

۲۱ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۰۳۶ ۔ سردار محمد علیخان ۔ ۲/۶؍ سنہ ۱۲

۲۳ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۵۳۲ ۔ سید مکود اعلوق ۔ ۱/۶؍

۲۴ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۲۲۸ ۔ محمد الدین سنہ ۱۲ ۔ عہ

۲۵ نومبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۲۴۱ ۔ بقا محمد مدرس ۶؍

نمبر ۲۴ ۔ سید محمود شاہ سنہ ۱۲ ۔ ۱/۶؍

نمبر ۱۲۹۰ ۔ غلام محمد سنہ ۱۲ ۔ ۲/۶؍

۲ دسمبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۲۱۴ ۔ چوہدری ... خاں ۔ ۲/عہ بابت ... سنہ ۱۳ ۱۵

۳ دسمبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۳۴۷ ۔ مولوی نور الدین سنہ ۱۲ ۔ ۲/۶؍

۴ دسمبر سنہ ۱۲

نمبر ۹۴۰ ۔ شیخ رحیم بخش ۔ ۶؍

نمبر ۴۰ ۔ گلاب خاں سنہ ۱۲ ۔ ۶؍

۵ دسمبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۱۰۳ ۔ سید محمد اسحاق سنہ ۱۲ ۔ عہ

۹ دسمبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۲۲۷ ۔ نذر محمد صاحب ۲/۶؍ سنہ ۱۲

۱۴ دسمبر سنہ ۱۲

نمبر ۶۶۷ ۔ عبد الواحد ۔ ے سنہ ۱۲

۱۶ دسمبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۱۰۴ ۔ مرزا برکت علی ۔ ۸؍ بابت سنہ

نمبر ۶۰۶ ۔ عطاء اللہ ۔ عہ سنہ ۱۲ سنہ ۱۳

۲۲ دسمبر سنہ ۱۲

نمبر ۱۲۲۸ ۔ منشی امام الدین ۔ عہ سنہ ۱۲ سنہ ۱۳

۲۴ دسمبر سنہ ۱۲

۳۰ ۱۲/۱۲

نمبر ۱۰۰ ۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان سنہ ۱۳ ۔ ۶؍

نمبر ۱۳۰۶ ۔ سید حامد حسین سنہ ۱۳ ۔ ۶؍

نمبر ۷۰ ۔ ظہور الدین ۔ ۶؍ سنہ ۱۲

نمبر ۹۹۹ ۔ کریم بخش سنہ ۱۲ ۔ ۶؍

نمبر ۱۵۵۱ ۔ الٰہ داد خاں سنہ ۱۲ ۔ عہ

نمبر ۱۲۲۵ ۔ بابو محمد وزیر ۔ ۶؍

نمبر ۱۳۰۵ ۔ مولوی عمر الدین سنہ ۱۳ ۔ ۶؍

نمبر ۱۲۰ ۔ چوہدری اللہ دتہ سنہ ۱۳ ۔ ۶؍

نمبر ۶۵۳ ۔ مولوی محمد حسین ۔ ۶؍ سنہ ۱۲

نمبر ۷۰۶ ۔ مولوی محمد علی ۔ ۶؍

نمبر ۲۴۶ ۔ خدا بخش سنہ ۱۳ ۔ عہ

30 1/12

۱۱۹۹ جناب عبد الصمد صاحب ۱۳ سنہ [illegible]

۶۲۳ ,, چوہدری نظام دین ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۵۶ ,, منشی جھنڈے خان ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۶ ,, علی احمد ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۲۱۹ ,, نظام الدین ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۰۹۱ ,, ڈاکٹر حشمت اللہ ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۳۵۹ ,, فتح محمد ۱۳ سنہ ,, [illegible]

۲۳۸ ,, مولوی محمد اسمٰعیل ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۶۶۰ ,, عزیز الدین ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۵۳ ,, مولوی رحیم بخش ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۱۰۰ ,, چوہدری مہر خان [illegible]

قیمت ۱۳ چندہ [illegible]

سنہ ۱۳

۳ر جنوری سنہ ۱۳

۱۱۸۹ جناب مولوی غلام رسول صاحب [illegible]

۹۹ ,, منشی عبد العزیز [illegible]

8 1/12

۱۵۸ ,, محمد دین ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۶۷۲ ,, قدرت اللہ ,, [illegible]

۱۵۲۱ ,, سراج الدین ,, [illegible]

۳۵۵ ,, گلاب دین ,, [illegible]

۹ر جنوری سنہ ۱۳

۱۵۳۳ ,, نعمت اللہ ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۰ر جنوری سنہ ۱۳

۳۹۷ ,, ڈاکٹر رحیم بخش صاحب ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۵۳ ,, محمد علی ,, [illegible]

۴ر جنوری سنہ ۱۳

۵۴۴ ,, بابو فقیر علی ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۵۰۸ ,, علی بخش ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۹۰ ,, جمیل احمد ,, [illegible]

۶ر جنوری سنہ ۱۳

۱۵۹۹ ,, نور محمد ۱۳ سنہ [illegible]

۱۴۰۰ ,, مرزا نذر علی ۱۳ سنہ ,, [illegible]

۱۱۳۰ ,, شیخ یعقوب علی ,, [illegible]

چندہ ممبری ۱۱ تا ۱۳ [illegible]

۱۹ر جنوری سنہ ۱۳

۱۱۹۵ ,, اکبر علی ۱۳ سنہ [illegible]

۱۰۳۰ ,, عبد العزیز ۱۳ سنہ [illegible]

۱۱۲۹ ,, سید گلزار حسین ,, [illegible]

قیمت سنہ ۱۲ تا سنہ ۱۳ [illegible]

20 1/12

۱۳۶۰ ,, بابو عطار محمد ۱۳ ,, [illegible]

۱۵۹۱ ,, شیخ نواب دین ,, ۱۳ سنہ [illegible]

23 1/12

۱۲۲۹ ,, محمد اظہار حسین ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۲۴ر جنوری سنہ ۱۳

۲۰۶ ,, نور الدین و شیر محمد ,, [illegible]

۲۵ر جنوری سنہ ۱۳

۶۹۶ ,, سید دلاور حسین صاحب ,, ۱۳ سنہ [illegible]

30 1/12

۱۲۲ ,, گلاب الدین ,, ۱۳ سنہ [illegible]

31 1/12

۵۸ ,, علی احمد ,, ۱۳ سنہ [illegible]

یکم فروری سنہ ۱۳

۲۵۰ ,, حافظ احمد الدین ,, [illegible]

۱۱۱۹ ,, حافظ محمد اسحٰق ,, [illegible]

چندہ ممبری سنہ ۱۱ تا سنہ ۱۳

۱۳۸ ,, منشی عبد العزیز ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۹۲۸ ,, منشی عبد العزیز ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۴ر فروری سنہ ۱۳

۶۰۴ ,, مرزا برکت علی ,, [illegible]

چندہ سنہ ۱۲

۵۵ ,, غلام مجتبیٰ ,, [illegible]

قیمت سنہ ۱۲ و سنہ ۱۳

۱۰۶۹ ,, ماسٹر محمد الدین ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۱۹ ,, منشی سکندر علی ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۸۲۱ ,, محمد عبد اللہ ۱۳ سنہ [illegible]

۱۵۲۸ ,, عبد الحق ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۱۱۶ ,, بابو دین محمد ,, [illegible]

چندہ ممبری ۱۳

۹۹۷ ,, بابو حیات محمد ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۳۴ ,, چوہدری عبد الحی ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۵۶۰ ,, بابو امام الدین ,, [illegible]

۶۹۸ ,, میاں عبد الحمید ,, ۱۳ سنہ [illegible]

۱۰۵۱ جناب مولوی اللہ دتہ صاحب عا/
۱۰۹۸ " منشی مرتضیٰ خان " عا/ قیمت سنہ ۱۳ چندہ سنہ ۱۴
۱۳۳۱ " عطاء اللہ " عہ/ سنہ ۱۲
۱۰۳۰ " میاں عبد العزیز " عا/ سنہ
۷ فروری سنہ ۱۳ء
۱۷۱۱ " حاجی نذر محمد " عا/
۲۸۹۵ " چوہدری غلام حسین " عا/ سنہ ۱۲
۱۶۸۱ " مولوی نور محمد " عا/ سنہ ۱۲
۱۵۹۴ " محمد شفیع " عا/
۱۰ فروری سنہ ۱۳
۹۲۷ " عبد الرشید " عا/ سنہ ۱۳
۱۵۵۷ " چوہدری فضل دین " بابت سنہ ۱۲ و سنہ ۱۳
۱۳ فروری سنہ ۱۳
۹۰۴ " مولوی محمد موسیٰ " عا/
۷۶۹ " چوہدری اللہ داد خان " عا/
۱۴ فروری سنہ ۱۳
۱۱۳۷ " مرزا برکت علی "
۸۳۳ " محمد عثمان " عا/
۱۶ فروری سنہ ۱۳
۱۵۰ حافظ محمد اسحٰق " چندہ سنہ ۱۴
۱۸ فروری سنہ ۱۳

۱۶۹۶ " حکیم انوار حسین صاحب " قیمت سنہ ۱۳
۱۹۳ " عبد المنان " عہ/ سنہ ۱۲
۱۴۹۸ " محمد بخش "
۱۱ فروری سنہ ۱۳
۳۸۴۷ " عبد اللہ " عا/
۶۶۹ " منشی غلام محمد " عا/ قیمت سنہ ۱۲
۹۳۳ " ظہور اللہ " عا/ سنہ ۱۲
۲۲ فروری سنہ ۱۳
۴۶۰ " مولوی عبد الصمد " عا/
۲۴ فروری سنہ ۱۳
۱۳۶۳ " عبد الرحیم " عہ/
۴۹۳ " حکیم اخوند محمد رمضان "
۲۶ فروری سنہ ۱۳
۱۲۱۲ " عبد الحق " عہ/ سنہ ۱۲
۷۵۳ " امیر حسین "
۵ مارچ سنہ ۱۳
۶۴۰ " منشی عبد الحق " اخباری چندہ سنہ ۱۲
۳۷۱ " منشی غلام حیدر "
۹۱۰ " بابو خدا بخش "
۱۳۶۰ " بابو عطا محمد " عا/

۶۵۴ " محمد اسماعیل صاحب " عا/
۹۴۴ " میاں محمد امین وغیرہ " عا/ سنہ ۱۳
۳۴۸ " منشی احمد الدین " عا/
۳۱۵ " چوہدری مولا بخش " عا/
۱۵۹۸ " لال دین و امام الدین " عا/
۱۶۰۷ " محمد رمضان " عا/
۳۵۰ " عبد اللہ " عا/
۱۴۱۱ " عبد العزیز " عا/
۳۶۵ " میاں نبی بخش " عا/
۱۳۸ " ڈاکٹر جلال الدین " عا/
۱۳۴ " بابو عبد العزیز " عا/
۱۱۶۶ " علی گوہر " عا/
۱۰۲ " خواجہ جمال الدین " عا/
۹۵۳ " قاضی عبد المجید " عا/
۱۶۶ " محمد یوسف " عا/
۱۶۳ " منشی عبد الرحمٰن " عا/
۱۶۳ " سیٹھی غلام نبی " عا/
۹۱۶ " عبد المجید " عہ/
۱۵۶۶ " عبد المجید " عہ/
۱۰۳۱ " محمد سلیم خان " عہ/
۱۴۷۶ " عنایت اللہ " عہ/

۲۹۹۷ جناب مستری الٰہی بخش صاحب سنہ ۱۳ — عہ
۴ مارچ سنہ ۱۳ء

۴۱۵ " گل حسین " — عا
۵۶۹ " رایہ محمد اسماعیل " سنہ ۱۳ — عا
۳۳۹ " حکیم محمد حسین " — عا
۳۴۱ " مرزا عنایت اللہ سنہ ۱۳ — عا
۱۱۱ " میاں چراغدین " سنہ — عا
۵۶۶ " دلاور شاہ " سنہ ۱۳ — عا
۵۹۵ " میاں محمد عبد العزیز " سنہ ۱۳ — عہ
۶۳۶ " ڈاکٹر کرم الٰہی " سنہ ۱۳ — عا
۶۴۵ " شیخ عبد الرحیم عبد العزیز " سنہ ۱۳ — عا
۶۶۲ " چوہدری غلام محمد " سنہ ۱۳ — عا
۹۴۲ " شہزادہ سلطان ابراہیم " سنہ ۱۳
۹۱۲ " مرزا رسول بیگ " سنہ ۱۳ — عا
۹۳۷ " میاں شمس الدین " سنہ ۱۳ء — عا
۲۸۸ " بابو برکت علی " — سے
چندہ عہ تا سنہ ۱۳ء
۴۵۹ " منشی محمد الدین " سنہ ۱۳ — سے

۵ مارچ سنہ ۱۳

۴۵ " منشی سربلند خان " سنہ ۱۳ — عا
۹۳ " ڈاکٹر بشارت احمد " سنہ ۱۳ — عا
۱۱۷ " بابو عبد الرحمٰن " — عا

۱۸۱ " شیخ نور احمد صاحب سنہ ۱۳ — عا
۱۸۷ " بابو غلام محمد سنہ ۱۳ — عا
۱۹۶ " شیخ نیاز احمد سنہ ۱۳ — عا
۲۱۵ " ماسٹر غلام محمد " سنہ ۱۳ — عا
۲۲۵ " مرزا سلطان احمد " سنہ ۱۳ — عا
۲۵۷ " محمد حسین قانونگوی سنہ ۱۳ — عا
۲۶۳ " مراد بخش " — عا
۳۰۷ " سکرٹری انجمن احمدیہ مردان سنہ ۱۳ — عا
۳۵۱ " فضل الٰہی " سنہ ۱۳ — عا
۳۷۶ " منشی عبد الکریم " سنہ ۱۳ — عا
۴۰۱ " شیخ مولا بخش " سنہ ۱۳ — عا
۴۲۱ " حاجی رحیم بخش سنہ ۱۳ء — عا
۴۲۷ " امیر اللہ خان سنہ ۱۳ — عا
۴۳۶ " محمد حسین " سنہ ۱۳ — عا
۴۴۲ " محمد رمضان و محمد سلطان سنہ ۱۳ — عا
۴۸۱ " منشی نظام الدین " سنہ ۱۳ — عا
۴۹۴ " منشی تاج الدین " سنہ ۱۳ — عا
۴۹۵ " میاں عزیز بخش " سنہ ۱۳ — عا
۱۳۹۵ " قاضی حبیب اللہ " سنہ ۱۳ — عا
۵۴۶ " چوہدری غلام محمد " سنہ ۱۳ — عا
۵۶۲ " شیخ مشتاق حسین " سنہ ۱۳ — صہ

۶۷۸ " میاں عبد الرحیم صاحب سنہ ۱۳ — عا
۶۹۴ " محمد ظہور الدین " سنہ ۱۳ — عا
۷۰۵ " میاں تاج الدین " سنہ ۱۳ — عا
۸۰۴ " میاں چراغدین " سنہ ۱۳ — عہ
۸۴۰ " محمد عمر الدین " سنہ ۱۳ — عا
۸۴۶ " خیر الدین " — عہ
۸۵۹ " حافظ فضل محمد " — عا
۸۶۱ " محمد رشید " — عہ
۹۲۰ " میاں عبد الغنی " سنہ ۱۳ — عا
۹۸۱ " میاں غلام مصطفےٰ " سنہ ۱۳ — عا
۱۰۰۹ " فتح محمد " سنہ ۱۳ — عا
۱۰۳۶ " الٰہی بخش " — سے
۱۰۷۸ " میاں غلام حسین " — سے
چندہ سنہ ۱۳ء قیمت سنہ ۱۳
۱۱۸۱ " پیر برکت علی " سنہ ۱۳ — عا
۱۱۹۱ " مولوی محمد ابراہیم " سنہ ۱۳ — عا
۱۲۴۶ " حافظ عبد المجید " — للعہ
بابت خریداری ۱۵۰۶ و ۱۲۶ سنہ ۱۳
۱۳۱۸ " رحمت اللہ " — عا
۱۳۳۳ " محمد سلطان " سنہ ۱۳ — عہ
۱۳۸۴ " احمد الدین " سنہ ۱۳ — عا
۱۴۱۰ " سندھی شاہ " سنہ ۱۳ — عا
۱۴۱۳ " مستری محمد حسین " سنہ ۱۳ — عا

۵ ۱۳

۱۵۶ جناب ڈاکٹر محمد رمضان صاحب عا سنہ ۱۳
۱۴۷ ״ صوبہ دار میجر سعد اللہ خان ״ عا سنہ ۱۳
۲۶۷ ״ محمد عبداللہ خان ״ عا سنہ ۱۳
۱۵۹۵ ״ بشیر احمد ״ عـ سنہ ۱۳
۳۲۰ ״ شیخ رحمت اللہ ״ صہ سنہ ۱۳
۱۶۰ ״ غلام رسول ״ عا سنہ ۱۳

۶ مارچ سنہ ۱۳

۱۰۶۹ ״ ماسٹر محمد الدین ״ ۴ر سنہ ۱۲
۱۶۱ ״ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل ״ عا سنہ ۱۳
۴۰ ״ مرزا ولی محمد ״ عـ سنہ ۱۳
۲۷۰ ״ بدر الدین ״ ہے سنہ ۱۳
۲۴۳ ״ محمد سلیمان ״ عا سنہ ۱۳
۱۳۷ ״ منشی طفیل احمد ״ عا سنہ ۱۳
۱۵ ״ میاں رحمت اللہ ״ ہے سنہ ۱۳
۱۷۶ ״ مولوی عزیز بخش ״ عا سنہ ۱۳
۱۹۵ ״ حافظ نور احمد ״ عا سنہ ۱۳
۵۵۳ ״ خداداد خان ״ عا سنہ ۱۳
۲۵۳ ״ منشی غلام رسول ״ عا سنہ ۱۳
۵۷۳ ״ منشی عنایت علی ״ عا سنہ ۱۳
۵۸۶ ״ مولوی غلام نبی ״ عا
۵۹۶ ״ مستری کریم بخش ״ عا سنہ ۱۳

۶۰۴ جناب سلطان محمد صاحب عا سنہ ۱۳
۶۳۶ ״ منشی عبدالعزیز ״ عا سنہ ۱۳
۶۳۸ ״ بابو محمد اشفاق ״ عا سنہ ۱۳
۶۴۹ ״ بابو عطا محمد ״ عا سنہ ۱۳
۶۲۷ ״ محمد خان ״ عا سنہ ۱۳
۶۷۹ ״ چوہدری برکت علی ״ عا سنہ ۱۳
۸۲۰ ״ منشی غلام محمد خان ״ عا سنہ ۱۳
۸۲۲ ״ میاں کریم بخش ״ عا سنہ ۱۳
۸۵۶ ״ چوہدری میراں بخش ״ عا سنہ ۱۳
۸۶۹ ״ منشی محمد حسین ״ عا سنہ ۱۳
۸۷۲ ״ شیخ فتح محمد ״ عہ سنہ ۱۳
۸۹۳ ״ میاں نظیر الدین ״ عا سنہ ۱۳
۹۰۰ ״ بابو عطا محمد ״ عا سنہ ۱۳
۹۲۲ ״ ماسٹر عبدالعزیز ״ عا سنہ ۱۳
۹۳۵ ״ حکیم خادم علی ״ عا سنہ ۱۳
۹۴۹ ״ منشی محمد اروڑا ״ عا سنہ ۱۳
۹۵۴ ״ مولوی عبدالقادر ״ ہے سنہ ۱۳
۹۶۶ ״ شیر بہادر خان ״ عا
۹۷۱ ״ منشی فرزند علی ״ صہ سنہ ۱۳
۹۹۶ ״ بابو محمد حیات ״ عا
۱۰۹۶ ״ شیخ محمد اسماعیل و مولا بخش ״ [illegible]

۱۱۳۶ ״ بابو فضل کریم ״ ۴ر
امتیازی قیمت ؏ چندہ ممبری
۶۴۶ ״ نصر اللہ صاحب ״ عہ سنہ ۱۳
۱۱۵۳ ״ محمد الدین ״ عا سنہ ۱۳
۱۱۹۳ ״ میر اعجاز حسین ״ عا سنہ ۱۳
۱۱۸۴ ״ حاجی عبدالقدیر ״ عا سنہ ۱۳
۱۱۹۰ ״ منشی غلام محمد ״ عا سنہ ۱۳
۱۱۹۲ ״ عبدالحمید ״ عا سنہ ۱۳
۱۲۲۶ ״ نواب محمد افضل خان ״ عا سنہ ۱۳
۱۲۷۵ ״ محمد حسین ״ عا سنہ ۱۳
۱۲۹۹ ״ نبی بخش ״ عا سنہ ۱۳
۱۳۲۸ ״ منشی عبداللہ خان ״ صہ
۱۳۴۶ ״ میاں غلام مرتضیٰ ״ عا سنہ ۱۳
۱۴۳۰ ״ صفدر خان ״ عا سنہ ۱۳
۱۴۶۷ ״ عبدالشکور ״ عـ سنہ ۱۳
۱۴۶۹ ״ منشی عبدالقادر ״ عـ
۱۵۰۳ ״ محمد علی ״ عا سنہ ۱۳
۱۵۵۳ ״ بابو چاند خان ״ عا سنہ ۱۳
۱۵۶۳ ״ علی محمد ״ عا
۱۵۷۲ ״ میاں غلام محمد ״ ہے سنہ ۱۳
۱۵۹۴ ״ مرزا عبدالرحیم ״ عا سنہ ۱۳
۱۶۱۴ ״ محمد شریف ״ عا سنہ ۱۳

۷ر مارچ سنہ ۱۳ء

۹۰ جناب میر حامد شاہ صاحب
۹۳ بابو منظور الٰہی
۹۴ میاں عبد الغنی
۱۳۳ حکیم محمد قاسم
۲۷۶ قاضی عطاء اللہ
۲۹۹ مولوی غلام حسین
۳۴۷ بابو روشن دین
۴۶۶ علی احمد
۴۹۶ محمود خان
۴۷۳ حاجی امیر الدین
۵۰۶ منشی دولت خان
۵۴۰ منشی محمد الدین
۶۱۱ ڈاکٹر محمد حسین
۶۱۹ سید انعام رسول
۶۲۸ منشی کرم علی خان
۶۲۹ شیخ مظفر الدین
۶۷۶ سید نادر علی
۷۳۴ عبد الکریم خان
۷۶۶ قاضی سراج الدین
۷۶۷ خانصاحب عبد الغنی

۸۱۶ منشی غلام محی الدین صاحب
۹۱۲ مولوی شیخ محمد حسین
۸۳۸ منشی نظام الدین
۹۱۹ بابو مظفر احمد
۹۰۷ منشی حسن علی
۹۳۲ میاں امام الدین
۹۹۳ بابو محمد افضل خان
۹۸۶ شیخ فضل کریم
۹۹۲ ملک عادل شاہ
۱۰۰۶ ڈاکٹر محبوب عالم
۱۰۱۱ بابو سراج الدین
۱۲۷۰ حکیم فیض احمد
۱۲۷۵ محمد افضل
۱۳۲۷ بابو عبد الرحیم
۱۳۳۲ فتح الدین
۱۳۴۰ محمد حسین
۱۳۵۹ حکیم محمد الدین
۱۳۹۳ محمد یوسف
۱۴۰۰ مولوی محمد رمضان
۱۴۲۶ مرزا رحمت بیگ
۱۴۰۳ عبد الرشید

۱۶۱۱ منشی اللہ بخش صاحب بسمل

۸ر مارچ سنہ ۱۳

۱۱۰ سخاوت علی

۱۰ر مارچ سنہ ۱۳

۱۹۴ میر محمد سعید
۱۱۸ شیخ محمد یوسف
۱۲۸ ڈاکٹر رحیم بخش
۱۹۷ حافظ غلام رسول
۲۹۷ سیٹھ موسیٰ عثمان
۲۹۸ حکیم محمد اکرم
۳۱۶ منشی محمد نواب خان
۳۲۹ سید امیر اکبر
۳۷۷ بابو عمر الدین
۴۰۸ مفتی گلزار محمد
۴۲۲ چوہدری اللہ رکھا
۴۹۹ میاں ابراہیم
۵۳۳ مولوی غلام اکبر
۵۴۵ چوہدری غلام محمد
۵۹۷ میاں احمد دین
۶۰۹ ملک غلام محمد
۶۴۴ میاں سلطان عالم

۶۵۵ جناب شیخ فتح الدین صاحب [illegible]
۶۶۱ منشی محمد الدین [illegible]
۶۵۷ منشی محمد علی [illegible]
۶۶۶ منشی احمد الدین [illegible]
۶۷۵ منشی غلام محمد [illegible]
۶۸۵ میاں حشمت اللہ [illegible]
۶۹۷ سید دلاور حسین [illegible]
۶۹۶ چوہدری علی گوہر [illegible]
۷۱۸ چوہدری حکم دین [illegible]
۷۲۱ بابو نذیر الدین [illegible]

۱۰ مارچ سنہ ۱۳ء

۷۴۱ بابو محمد اسمٰعیل [illegible]
۸۱۳ منشی محبوب عالم [illegible]
۸۲۳ شاہ سرن [illegible]
۸۶۰ عزیز الدین [illegible]
۸۹۵ منشی رحمت اللہ [illegible]
۸۹۸ منشی غلام محمد [illegible]
۹۰۲ منشی احمد علی [illegible]
۹۰۳ میاں سلیمان [illegible]
۹۰۶ چوہدری بڈھے خان [illegible]
۹۴۳ محمد بخش [illegible]
[illegible] مولوی محمد یحیٰ و محمد یعقوب [illegible]

۱۱۵۲ منشی غلام نبی [illegible]
۱۱۶۱ میاں شیر محمد [illegible]
۱۱۷۱ چوہدری نواب علی [illegible]
۱۲۱۱ چوہدری غلام محمد [illegible]
۱۲۱۶ مفتی نور احمد [illegible]
۱۲۱۹ مولوی سعد اللہ [illegible]
۱۳۰۱ غلام رسول [illegible]
۱۳۲۵ خان محمد شریف [illegible]
۱۳۵۳ عبد الرحمٰن [illegible]
۱۳۹۲ حکیم عبد الحی [illegible]
۱۴۳۱ شیخ حسین [illegible]
۱۴۴۹ حکیم محمد حبیب اللہ [illegible]
۱۴۵۱ قمر الدین [illegible]
۱۴۶۶ احمد دین [illegible]
۱۴۷۸ گلبرگی محمد غوث [illegible]
۱۴۹۶ رحمت اللہ [illegible]
۱۵۰۳ شیخ غلام نبی [illegible]
۱۶۰۹ مہر الدین [illegible]
۱۳۵۰ میاں عبد الرحمٰن [illegible]
۱۶۱۲ مستری محمد شاہ [illegible]
۱۶۱۵ چوہدری سلطان علی [illegible]

۱۱ مارچ سنہ ۱۳ء

۲۴۳ محمد یوسف و محمد امین [illegible]
۲۶۶ شیخ کرم الٰہی [illegible]
۳۷۲ عمر الدین [illegible]
۴۱۳ یعقوب خان [illegible]
۴۳۷ بابو فخر الدین [illegible]
۵۲۹ چوہدری حاکم علی [illegible]
۶۱۲ بابو محمد رشید خان [illegible]
۶۱۵ سی۔سی حسنار [illegible]
۶۳۰ چوہدری مرزا خان [illegible]
۶۲۰ میاں غلام حسین [illegible]
۶۲۲ میاں حمید الدین [illegible]
۸۵۵ بابو جمال الدین [illegible]
۹۵۲ منشی شمس الحق [illegible]
۱۰۰۹ منشی غلام حیدر [illegible]
۱۱۱۲ بابو عبد الرحمٰن [illegible]
۱۱۵۷ میاں لطف الرحمٰن [illegible]
۱۵۹۶ خیر دین [illegible]

۱۲ مارچ سنہ ۱۳ء

۹۳۷ [illegible]
۹۱ ڈاکٹر حسن [illegible]

 رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

اسکے پڑھنے سے آپکا قیمتی وقت جو ضایع ہوگا اُسکے عوض کچھ چند معاوضہ ملجائیگا

دو

گرمی کے زمانہ میں یہ دوائیں آپکے دُکھ و درد کے بیچے دوست ہیں

وقت پر آپکی خدمت پورے طور پر بجا لائینگی

عرق پودینہ

تازی ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے رنگ بھی پتیوں کے ایسا ہے اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے یہ عرق بچے سے ضعیف تک کو ایکسان فائدہ کرتی ہے

پیتے ہی درد مٹاتی ہے

روتے کو ہنساتی ہے

مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت ہی مفید اور اکسیر ہے۔ نفق ہوجانا۔ کھٹا ڈکار آنا درد شکم۔ بدہضمی اور متلی۔ اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتی ہے قیمت فی شیشی آٹھ آنہ (۸/) ڈاک محصول ۵/ پوری حالت فہرست بلا قیمت منگا کر دیکھو

سر درد و ریاح درد کی دوا

ہائے رے درد سر درد سر پھٹا جاتا ہے اُڑا جاتا ہے ایسی دوا ملتی۔ کہ استعمال کرتے ہی فوراً آرام ہوتا۔ ڈاکٹر برمن کے درد کی ٹکیہ ایسے ہی اتفاق وقت کیلئے بنی ہی

درد لحظہ میں پہاڑ ہوجاتا ہے

یہ لحظہ میں پانی کر دیتا ہے

صرف یہی نہیں بلکہ بدن میں جہاں کہیں ریاح درد جیسے ٹیس۔ چمک۔ ٹپک۔ لہر۔ کنکنی سے چاہے جسقدر تکلیف ہو جلد دور ہوجاتی ہے قیمت ۱۲ ٹکیو نکی شیشی چھ آنہ (۶/) محصول ڈاک ایک سے ۶ شیشی تک ۵/ اور بارہ شیشی کا ۶/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

نمبر ۲۶ جناب میاں محمد اکبر صاحب
نمبر ۹۵۰ جناب میاں ظہور الدین صاحب
نمبر ۹۵۷ جناب منشی الٰہی بخش صاحب
نمبر ۹۶۷ جناب میاں محمد عبد اللہ صاحب
نمبر ۹۶۹ جناب منشی عبد الحفیظ صاحب
نمبر ۱۳۵۶ جناب کریم بخش صاحب
نمبر ۹۹۲ جناب منشی فضل الٰہی صاحب
نمبر ۹۹۶ جناب میاں امیر الدین صاحب
نمبر ۱۳۶۲ جناب عبد الرحمن صاحب
نمبر ۱۴۷۱ جناب مولوی فتح الدین صاحب
نمبر ۱۵۰۰ جناب علی اختر صاحب
نمبر ۱۵۵۵ جناب محمد حسین صاحب
نمبر ۱۵۵۶ جناب میاں عبد الحمید صاحب
نمبر ۱۵۵۸ جناب منشی محمد صادق صاحب
نمبر ۱۵۵۹ جناب منشی محمد اشرف صاحب
نمبر ۱۵۶۱ جناب چوہدری غلام احمد صاحب
نمبر ۱۵۶۲ جناب بابو احمد خاں صاحب
نمبر ۱۵۷۳ جناب غلام حسن صاحب
نمبر ۱۵۸۲ جناب محمد شفیع صاحب
نمبر ۱۶۲۹ جناب منشی عبد الحی صاحب
نمبر ۶۲۰ جناب سید شاہ ... صاحب

نمبر ۱۹۵۱ جناب الٰہی بخش صاحب
نمبر ۲۳۱ جناب نذیر محمد صاحب
۷ جولائی سنہ ۱۳
نمبر ۲۶۱ جناب عبد الصمد صاحب
نمبر ۵۸۵ جناب سید محمد صاحب
نمبر ۱۳۲ جناب منشی گلاب الدین صاحب
نمبر ۱۵۲۳ جناب قمر محمد صاحب
نمبر ۱۵ جناب منشی حبیب الرحمن صاحب
نمبر ۸۰۳ جناب بابو عبد المجید صاحب
نمبر ۱۴۹۵ جناب محمد الدین صاحب
نمبر ۹۳۲ جناب منشی عبد الوالی صاحب
نمبر ۱۲۳۶ جناب خان زادہ گل محمد صاحب
نمبر ۸۹۴ جناب بابو آغا محمد صاحب
نمبر ۹۵۷ جناب عبد الرحمن صاحب
نمبر ۱۰۲۷ جناب مخدوم محمد صدیق صاحب
نمبر ۱۱۲۴ جناب منشی محمد الدین صاحب
نمبر ۷۹۳ جناب عبد المنان صاحب
نمبر ۱۲۱۶ جناب میاں فضل دین صاحب
جناب منشی احمد الدین صاحب
نمبر ۱۵۷۷ جناب محمد الدین صاحب
نمبر ۱۶۲۳ جناب مولوی مولا بخش صاحب

نمبر ۱۲۳۶ جناب عطاء الرحمن صاحب
نمبر ۱۲۹۴ جناب غلام رسول صاحب
نمبر ۲۳۶ جناب چوہدری نذیر احمد صاحب
۱۰ جولائی سنہ ۱۳
نمبر ۲۸۵ جناب شیخ محمد بخش صاحب
نمبر ۳۵۲ جناب ماسٹر برکت علی صاحب
نمبر ۳۵۳ جناب شیخ خدا بخش صاحب
نمبر ۹۵۰ جناب منشی عبد الحکیم صاحب
نمبر ۱۴۲۳ جناب چوہدری حسین بخش صاحب
نمبر ۲۲۸ جناب مولوی غلام ... صاحب
نمبر ۱۴۷۲ جناب حیات محمد صاحب
نمبر ۱۳۳۶ جناب فتح محمد صاحب
نمبر ۱۴۰۵ جناب سید احمد حسین صاحب
نمبر ۱۴۱۳ جناب میاں غلام نبی صاحب
جناب بابو علی محمد صاحب
جناب چوہدری عبد اللہ خاں صاحب
نمبر ۱۴۳۲ جناب سید محمد علی شاہ صاحب
نمبر ۲۷۷ جناب سردار خان صاحب
نمبر ۱۲۶۹ جناب مولوی محمد الدین صاحب
جناب سید محمد احمد صاحب

نمبر

بری حالت ہے۔ روگ کا گھر کھانسی

بچے ضعیف ہر ایک کے لئے کھانسی باعث ہلاکت ہے شروع ہی میں اگر یہ کھانسی کی خبر نہیں لیجاوے۔ تو یہ اچھے بدن ہی کو ایک دم ضعیف الجثہ بنا دیتی ہے بعدہ اسی سے دمہ اور سل وغیرہ کا مہلک عارضہ ہو جاتا ہے اسلئے کھانسی ہوتے ہی اس کی تدبیر کرنی چاہیئے اور تدبیر بھی بہت ہی سہل ہے۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی

کف و کھانسی کی دوا

ایک شیشی لیکر گھر میں رکھ دو۔

اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی کو ہضم کرنا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) سستی کو روکنا

سردی کھانسی کیلئے نہایت ہی اکسیر دوا ہے

قیمت شیشی کلاں عہ محصولڈاک ۸ر چھوٹی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے۔ مہاراجہ دل گنجن سنگھ

دیو بہادر فیوڈری چیف پٹنہ اسٹیٹ پولانگیر ضلع سمبھلپور سے کہتے ہیں جناب من! آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہو گئی مجھے صرف سات خوراک سے زیادہ پینے کی درکار نہ ہوئی کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی۔ اسوجہ سے دوبارہ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں نوٹ ہر جگہ اور ہر شہر میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروشوں سے ملتی ہے

ڈاکٹر ایس کے برمن لمٹڈ ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ